"میں قتل کرنا چاہتی ہوں"

اُردو ترجمہ

اُرید اَن اُقتل

مصنف: توفیق الحکیم

مُترجم: حافظ محمد صدیق فیضی

آزاد بک ڈپو، اُردو بازار لاہور

"میں قتل کرنا چاہتی ہوں"

"میں قتل کرنا چاہتی ہوں"

مصنف: توفیق الحکیم

مصنف توفیق الحکیم

مترجم: حافظ محمد صدیق فیضی (گولڈ میڈلسٹ)

صدر شعبہ عربی

ڈویژنل پبلک سکول اینڈ انٹرمیڈیٹ کالج ماڈل ٹاؤن لاہور

ناشر

آزاد بک ڈپو، اردو بازار، لاہور

نام کتاب ——— میں قتل کرنا چاہتی ہوں
مصنف ——— توفیق الحکیم
مترجم ——— حافظ محمد صدیق فیضی
ناشر ——— چوہدری بشیر احمد بٹالوی
بار اوّل ——— مئی ۱۹۹۴ء
تعداد ——— ایک ہزار
قیمت ——— چوبیس روپے
مطبع ——— گنج شکر پرنٹرز لاہور

ملنے کا پتہ
۱- آزاد بک ڈپو، اُردو بازار، لاہور
۲- آزاد بک ڈپو، اردو بازار، سرگودھا
۳- مکتبہ قاسمیہ، چوک گھنٹہ گھر، ملتان

چوہدری محمد حسین

الاہداء

میں اپنی اس کوشش کو اپنے مشفق و محسن استاذ گرامی عمید ادب عربی واجب الاحترام جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب صدر شعبہ عربی اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

اور

عربی زبان و ادب کے ممتاز سکالر اور علوم اسلامیہ و عربیہ کے عظیم محقق' استاذ الاساتذہ۔ محترم المقام جناب علامہ ڈاکٹر' پروفیسر خالق داد ملک صاحب شعبہ عربی اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور کے نام کرتا ہوں جن کی مساعی جمیلہ' نوازشوں اور عنایتوں سے ناچیز کو عربی زبان سیکھنے اور اس کی خدمت کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

حافظ محمد صدیق فیضی (گولڈ میڈلسٹ)

صدر شعبہ عربی

ڈویژنل پبلک سکول اینڈ انٹرمیڈیٹ کالج

ماڈل ٹاؤن لاہور۔

گر قبول

مجموعہ عزت پر اقبال

پاکستان

پیشکش:

Nuiam Sabchah CD Point

Khowspur

PH:

0300 6250781

توفیق الحکیم کی ادبی خدمات

پیدائش ۱۹۰۲ء وفات ۲۶ جولائی ۱۹۸۷ء

توفیق الحکیم اسکندریہ (مصر) میں پیدا ہوئے۔ دمنہور اور قاہرہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم مدرسہ الحقوق میں پائی اور ۱۹۲۴ء میں بی۔ اے کیا۔ قانون کی تعلیم کے لیے پیرس گئے لیکن اُن کا ذہن عربی ادب اور خاص طور پر ناول، ڈرامہ کی طرف مائل تھا۔ اس لیے قانون کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی دلچسپی کے مطابق افسانہ اور ڈرامہ کا مطالعہ بھی جاری رکھا۔ یورپ میں رہ کر وہاں کی معاشی زندگی اور ترقی، یورپین سماجی حالات اور طرزِ زندگی کا مطالعہ بھی کیا۔ لہٰذا انھوں نے اس طرز پر سوچنا شروع کیا کہ یورپ کے حالات اور معاشی ترقی سے ہم اپنے وطن کو کس طرح فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ خاص طور پر افکار و خیالات اور ادبی اصنافِ سخن میں کس طرح تبدیلی کی جائے کہ ہم (مصری) بھی معاشی ترقی کر سکیں۔

یورپ کے ادیب اُن دنوں اپنے مذہبی اور روایتی قصص کو افسانوں اور ڈراموں کی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اسی طرزِ نگارش کو توفیق نے اپنایا اور ابتداء میں بعض قصّوں کے بنیادی خیال پر اپنے مخصوص انداز میں ڈرامے لکھنے شروع کئے۔ اس نوعیت کے ڈراموں میں اہل الکہف (۱۹۳۳ء) شہرزاد (۱۹۳۴ء) اور سلیمان الحکیم (۱۹۴۳ء) نے بڑی شہرت حاصل کی۔ ان تحریروں میں مصنف کا بنیادی مقصد اس خیال کا اظہار تھا کہ ہماری بھلائی مشرقی اور روحانی قدروں کو اپنا کر اور مضبوطی سے پکڑ کر ترقی کرنے میں مضمر ہے۔ لہٰذا مصنف نے اپنے ڈراموں اور ناولوں میں سماجی برائیوں کی اصلاح اور اُن ذہنی اُلجھنوں کو دُور کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو انسان کو زندگی کے مختلف مراحل میں پیش آتی ہیں۔

بسا اوقات آدمی کو ایسے حوادث سے واسطہ پڑتا ہے جن سے نبرد آزمائی میں اس کا اعتقاد بھی متزلزل ہو جاتا ہے۔ توفیق نے ایسے مسائل میں صرف تدبیر کی غلطی کو مجرم نہیں ٹھہرایا بلکہ انسانی دسترس سے بالاتر غیبی طاقت اور قانونِ قدرت کی بالادستی کو نمایاں کیا ہے تاکہ انسان جذبات میں آکر روحانی قدروں کو نہ کھو بیٹھے اور زندگی کے حقائق اس سے اوجھل نہ ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں توفیق الحکیم نے ناول اور ڈراموں کے مختلف کرداروں سے کام لیا ہے۔

اہل الکہف میں انسانی خواہش کی شکست اور حقیقت واقعہ یا قانونِ قدرت کی فتح کو نتیجۃً ظاہر کیا گیا ہے۔ مصنف کے منفرد نظریات اور افکار جاننے کے لیے "عصفور من الشرق" کو بغور دیکھیے۔

بعض جگہ توفیق زندگی کے کسی المناک حادثہ کا ذکر کرتے ہیں تو ایک مومن ادیب کی حیثیت سے کیونکر حادثہ کے بعد صرف افسوس کے آنسو بہاتے ہیں نہ ظاہری تدبیر کی حامی دکھاتے ہیں بلکہ تمام حوادثات پر وہ اس قدرِ مطلق اور خالق کائنات کی غالب قوت کا ہاتھ دکھاتے ہیں۔ جس سے انسان اپنی تمام ظاہری تدبیروں کو اختیار کرنے کے باوجود کسی طرح بچ نہیں سکتا۔ ایسے موقع پر محسوس ہوتا ہے کہ توفیق کے جسم میں ایک مقدس صوفی کی روح کام کر رہی ہے جو انسانی افکار و حقائق کو عقل و مادہ کی دسترس سے ماوراء لے جانا چاہتی ہے۔ اس قسم کے مناظر "شہرزاد" میں جابجا دیکھے جا سکتے ہیں۔

پیرس سے واپسی پر توفیق کو مصر میں ملازمت مل گئی اور اس کے ذریعہ انہیں غریب عوام کی بدحالی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ تمام حالات انہوں نے "یومیات نائب فی الاریاف" (۱۹۳۷ء) میں قلمبند کئے ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں توفیق نے سرکاری ملازمت سے علیحدگی اختیار کر لی اور اپنا تمام وقت ادبی کاموں میں صرف کرنے

لگے۔ اس فرصت کے زمانے میں انھوں نے بہت سے ڈرامے لکھے۔ ان میں سے ۲۱ ڈراموں کا مجموعہ "المسرح المجتمع" کے نام سے ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا۔ پاکستان کی بعض یونیورسٹیوں نے ان کے کئی ڈرامے ایم۔اے عربی نصاب میں شامل کئے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں "النائبۃ المحترمہ" "بین یوم ولیلہ" "عرف کیف یموت" اسی مجموعہ سے لیے گئے ہیں۔ ۲۰ ڈراموں کا ایک اور مجموعہ "المسرح المنوع" کے نام سے ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا۔ فن ناول نگاری پر ایک وقیع کتاب "بین الفکر والفن" شائع ہوئی جس میں مصنف نے اپنے فن کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ڈرامہ لکھنے میں میری کوشش ایک سفر کی سی ہوتی ہے جو مختلف سمتوں میں کیا جائے یا ایک مسافر کی جو کسی شے کی تلاش میں نکلا ہو یا ایسے آرٹسٹ کی جو اپنے فن کی خاطر کام کر رہا ہو۔

مجموعی لحاظ سے توفیق کے فن کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ مادہ پرستی اور عقلی پیروی کے مغربی طرزِ فکر سے الگ ہٹ کر مشرقی روایات اور روحانی قدروں کے سانچے میں سماجی اصلاح کے لیے جدوجہد کرنا چاہتے ہیں۔

توفیق تحریر کے علاوہ تقریر کے فن کا ماہر بھی تھا۔ دیکھئے ۱۸ اگست ۱۹۸۶ء کے عربی روزنامہ "الیوم" میں اُن کی ایک تقریر کا اقتباس شائع ہوا۔ جو انھوں نے ۱۹۴۶ء میں شام سے فرانسیسی فوجوں کے انخلاء پر منعقدہ "یوم نجات" کی تقریب میں کی جس میں عرب کے اتحاد کا جذبہ اُبھر کر سامنے آتا ہے اور اقوامِ متحدہ کی طرز پر اسلامی فورم کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا گیا ہے نیز اسلامی متحدہ فوج بنانے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔

سامراجیت سے نفرت اُن کے اس فقرے سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو انھوں نے ۱۹۴۷ء میں فرانس کا عطا کردہ ادبی ایوارڈ واپس کرتے ہوئے مصر میں متعین فرانسیسی سفیر کی موجودگی میں اپنی تقریر کے آخر میں کہا کہ "میرے خیال میں ایک آزاد خیال ادیب

کو فرانس کے کسی خطاب یا انعام کو قبول نہیں کرنا چاہیے جب تک وہ (فرانس) انسانیت کے حق کو تسلیم نہیں کرتا۔"

توفیق الحکیم کی ہمہ گیر نظر دُنیا کی تاریخ، سیاسی اُتار چڑھاؤ، سماجی رنگینی اور اُصول پسند سنجیدہ طبقہ کے افکار کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھی "السلطان الحائر" ۱۹۶۰ء میں جگہ جگہ ایسے مناظر نظر آتے ہیں۔ توفیق کا خیال تھا کہ ادیب کو سیاست اور گروپ بندی کی سطح سے اُوپر اُٹھ کر مستقل مزاجی کے ساتھ سماجی اصلاح کا کام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پارٹی بندی میں جکڑ کر آدمی آزاد خیال نہیں رہتا، نہ سماجی برائیوں پر قلم اُٹھا سکتا ہے۔ وہ خود اپنے بارے میں کہتے ہیں کہ میں راھب کی طرح بُرج میں رہنا مناسب سمجھتا ہوں مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ سماج اور دُنیا سے بے خبر رہوں، ایک ادیب کو اس طرح رہنا چاہیئے کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہ کھیلنے لگے جس سے خود اس کی آزاد خیالی ختم ہو جائے مگر سماج کے اُتار چڑھاؤ پر نگاہ رکھے تاکہ اپنے اصلاحی خیالات پیش کر سکے۔

توفیق اکثر اخبارات میں بھی لکھا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کو عوامی مسائل سے دلچسپی تھی چاہے وہ وطنی ہو یا عالمی۔ روزنامہ "الیوم" کے فائل گواہ ہیں۔ آخری دور میں اُن کا قلم خالص مذہبی اور اخلاقی قدروں کو اُجاگر کرنے کے لیے وقف ہو گیا تھا۔ آخری عمر میں توفیق "الاہرام" میں ہفتہ وار لکھتے رہے اور ان تحریروں میں ان کا موضوع اخلاقی اور مذہبی قدروں کی تبلیغ ہوتا تھا۔ آخر ۲۶ جولائی ۱۹۸۷ء کو یہ سورج ہمیشہ کے لیے گہنا گیا۔

تالیفات

(۱) محمدؐ (۲) شہرزاد (۳) عودة الروح (۴) اہل الکہف
(۵) تحت شمس الفکر (۶) اشعب (۷) عہد الشیطان (۸) پراکساہ او مشکلۃ الحکم

(۹) راقصة المعبد (۱۰) نشید الانشاد (۱۱) حمار الحکیم (۱۲) سلطان الظلام (۱۳) من البرج العاجی (۱۴) تحت المصباح الاخضر (۱۵) بجمالیون (۱۶) تأملات فی السیاسۃ (۱۷) الایدی الناعمۃ (۱۸) لعبۃ الموت (۱۹) حماری قال لی (۲۰) اشواک السلام (۲۱) رحلۃ الی الغد (۲۲) رحلۃ الربیع والخریف (۲۳) یومیات نائب فی الاریاف (۲۴) عصفور من الشرق (۲۵) سلیمان الحکیم (۲۶) زہرۃ العمر (۲۷) الرباط المقدس (۲۸) شجرۃ الحکیم (۲۹) الملک والادیب (۳۰) مسرح المجتمع (۲۱ مسرحیۃ) (۳۱) فن الادب (۳۲) عدالۃ وفن (۳۳) أرنی اللہ (۳۴) عصا الحکیم (۳۵) التعادلیہ (۳۶) ایزیس (۳۷) الصفقۃ (۳۸) المسرح المنوع (۲۰ مسرحیہ) (۳۹) السلطان الحائر (۴۰) یا طالع الشجرۃ (۴۱) الطعام لکل فم (۴۲) سجن العمر (۴۳) شمس النہار۔

توفیق الحکیم کے بارے میں تفصیل سے جاننے کے لیے میری کتاب "توفیق الحکیم ناول نگاری کا ایک جائزہ" کا مطالعہ کیجیے۔

ڈاکٹر بدرالدین الحافظ
لیکچرار شعبہ عربی
جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

مترجم و شارح

حافظ محمد صدیق فیضی رگولڈ میڈلسٹ، عربی زبان وادب کے ممتاز سکالر ہیں انہوں نے علوم عربیہ کی اعلیٰ ڈگری "فاضل عربی" وفارسی کا امتحان اوّل پوزیشن میں حاصل کیا۔
پنجاب یونیورسٹی لاہور کے عربی ڈپلومہ کے امتحان میں پنجاب بھر میں اوّل آنے پر گولڈ میڈل اور اوّل انعام حاصل کیا۔ قاہرہ مصر کے عربی امتحان میں سو فیصد نمبر حاصل کر کے دنیا بھر میں اوّل آئے۔ عرب جمہوریہ مصر کی طرف سے انہیں اوّل انعام اور خصوصی تحائف دیئے گئے۔ حافظ محمد صدیق فیضی کو عربی کی بہترین تدریس وتعلیم، نشر واشاعت اور اس کی ترقی و فروغ کے لیئے گراں قدر اور نمایاں خدمات انجام دینے پر خصوصی طور پہ پاک لیبیا سنٹر کی طرف سے جماہیریہ لیبیا کے سفیر ڈاکٹر احمد علی ہنیش نے پہلا قذافی گولڈ میڈل انعام میں دیا۔

فیضی صاحب تین گولڈ میڈل ۵۴ سرٹیفکیٹ اور متعدد ملکی وغیر ملکی انعام حاصل کر چکے ہیں۔ فیضی صاحب علوم شرقیہ واسلامیہ ودرس نظامیہ میں مہارت رکھتے ہیں۔ عرب وفود کی ترجمانی، عربی بول چال سکھلانے اور ترجمہ کرنے میں ان کو وسیع تجربہ ہے۔ دیگر تعلق مختلف مکاتب فکر کے دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہیں۔ آپ مرکز تعلیم العربیہ پاکستان کے پہلے صدر ہیں۔ فیضی صاحب روزنامہ مشرق میں عربی سیکھئے نماز پڑھنا سیکھئے۔ اور پیارے رسول کی پیاری دعائیں کے عنوان سے لکھتے رہتے ہیں۔ انہیں عربی زبان سے گہرا لگاؤ ہے۔ عربی زبان کے فروغ اس کی تدریس و تعلیم اور نشر و اشاعت

وسیع پیمانے پر کر رہے ہیں۔ وہ لاہور میں مختلف تعلیمی اداروں میں اپنے ہم وطنوں کو جامعہ ازہر قاہرہ مصر اور اسلامیہ یونیورسٹی مدینہ منورہ کی طرز پر سائنٹیفک اور جدید طریقوں سے قلیل مُدت میں جدید عربی بول چال سکھاتے ہیں۔

حافظ صاحب خصوصی طور پر ایم اے عربی اور فاضل عربی کے امتحان کی تیاری بھی کراتے ہیں۔ جس سے طلبہ وطالبات کی کثیر تعداد استفادہ کر رہی ہے۔ اس سے طلبہ اور طالبات نہ صرف امتحان میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ عربی بولنا، لکھنا اور قرآن کریم کا خود بخود ترجمہ بھی بآسانی سیکھ جاتے ہیں۔ آپ پاک لیبیا سنٹر گلبرگ لاہور میں بطور عربی انسٹرکٹر خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

آپ نے عرب ممالک کی بعض اہم شخصیات کی عربی تقاریر کا ساتھ ساتھ براہ راست ترجمہ بھی کیا۔ فیضی صاحب عمید ادب عربی ڈاکٹر ظہور احمد صاحب اظہر کے تلمیذ رشید ہیں، مصر کے ڈاکٹر سمیر عبدالحمید ابراہیم، جامعہ ازہر قاہرہ کے پروفیسر محمد عبدالجواد حسانین محمد عبداللہ (سعودی عرب) اور صاحبزادہ فیض احمد تو گیروی سے بھی آپ نے تعلیم حاصل کی۔ آپ ستمبر ۱۹۴۸ء میں تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال کے شہر عارف والہ کے مشہور گاؤں "ماماں رتھ" میں ایک متوسط درجے کے معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حاجی علی محمد ہے۔

حافظ صاحب نے مصر کے مشہور ومعروف ادیب محمود تیمور کے شہرہ آفاق ناول۔ "انا القاتل" کا ترجمہ اور اس کے مشکل الفاظ کی لغوی ونحوی تشریح کی ہے۔ یہ عربی افسانہ پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے عربی کے نصاب میں شامل ہے۔ یہ افسانہ اس کی کتاب انا القاتل وقصص اُخریٰ کا پہلا افسانہ ہے۔

اس کے علاوہ دُنیائے عرب کے مشہور ومعروف اور عظیم ترین ادیب اور ممتاز ڈرامہ نویس ڈاکٹر توفیق الحکیم کے معرکۃ آلاراء اور شہرہ آفاق ڈراموں، ———

عَرَفَ كَيْفَ يَمُوتُ ۔ اَلنَّائِبَةُ الْمُحْتَرَمَةُ اور بَيْنَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اور مصر کے بلند پایہ ادیب یوسف السباعی کے مشہور افسانے نفس کریمة کا بھی اردو ترجمہ و تشریح کی ہے۔ یہ ڈرامے عربی زبان و ادب کا لافانی شاہکار ہیں۔ یہ عالمی شہرت کے ڈرامے عربی زبان و ادب کا لافانی شاہکار ہیں اور دنیائے اسلام میں بے حد مقبول ہیں۔ ان کی بے پناہ مقبولیت و شہرت کا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ ڈرامے پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے عربی کے نصاب میں شامل ہیں۔ فیضی صاحب نے بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے ان ڈراموں کا اردو ترجمہ اور لغوی و نحوی تشریح کی ہے۔

آزاد بک ڈپو طلبہ و طالبات کے پر زور مطالبے اور اُن کی سہولت کے پیش نظر ان ڈراموں کا ترجمہ و تشریح شائع کر رہا ہے۔ اُمید ہے عربی کے طلبہ و طالبات ہماری اس کوشش کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔

ناشر

پتہ :—

حافظ محمد صدیق فیضی (گولڈ میڈلسٹ)

استاذ اللغة العربیة

ڈویژنل پبلک سکول اینڈ انٹرمیڈیٹ کالج

ماڈل ٹاؤن لاہور

ـــــــ میں قتل کرنا چاہتی ہوں ـــــــ

ایک فلیٹ میں ایک چھوٹا سا استقبالیہ برآمدہ (لان) ہے۔ دو میاں بیوی تنہا زندگی گزار رہے ہیں۔ فلیٹ میں ہر چیز سادگی و صفائی اور سکون و اطمینان کا نمونہ پیش کر رہی ہے۔

برآمدہ کے درمیان ایک میز ہے جس پر زندگی کا بیمہ کرنے والی ایک کمپنی (لائف انشورنس) کے ایجنٹ کا ایک چھوٹا سا بیگ (بریف کیس) کھلا پڑا ہے۔ وہ شوہر کی طرف معاہدہ (ایگریمنٹ) بڑھاتا ہے۔

یعنی خاوند کی خدمت میں معاہدہ کے کاغذات پیش کرتا ہے۔ اور اسے آبنوس (صندل کی خوشبودار لکڑی سے بنا ہوا) قلم پیش کرتا ہے۔

بیمہ ایجنٹ: یہاں پر اپنے دستخط کیجئے ـــــ میرے آبنوس (صندل) کے قلم کے ساتھ ـــــ یہ دستخط خوش بختی و خوشحالی لائیں گے۔ کیا میری بیوی کمپنی (لائف انشورنس) سے دو ہزار جنیہ (مصری کرنسی تقریباً" دو ہزار پونڈ) وصول کرے گی؟

بیمہ ایجنٹ: فوراً" ـــــ اسی وقت ـــــ محض مرتے ہی ـــــ

شوہر: (قلم اس سے لیتے ہوئے) ـــــ لیجئے یہ ہیں میرے دستخط ـــــ

"معاہدہ پر دستخط کر دیتا ہے پھر قلم کو میز پر رکھ دیتا ہے اور معاہدہ ایجنٹ کے حوالے کر دیتا ہے۔"

ایجنٹ: (معاہدہ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے) ـــــ مبارک ہو ـــــ

شوہر: میری موت کی؟

ایجنٹ: پالیسی کے مکمل ہونے کی ـــــ

شوہر: میرے نزدیک سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں میری بیوی کو اس بیمہ کے متعلق قطعاً" کچھ خبر نہ ہو ـــــ کیونکہ ■ بڑی

حساس ہے۔ انتہائی مخلص ہے' اس حد تک کہ بہت حساس ہونے اور زیادہ سوچ بچار کرنے کی وجہ سے کبھی کبھی اس کی صحت متاثر ہو جاتی ہے ——— جو بات اسے دن کو پریشان کیے رکھتی ہے اور رات کو سونے نہیں دیتی وہ ہے اس سے پہلے میری موت ———

یعنی میری بیوی کو صبح شام یہ غم کھائے جا رہا ہے کہ کہیں میں اس سے پہلے نہ مر جاؤں۔ وہ یہ تصور بھی نہیں کر سکتی کہ یہ بھی کبھی ہو گا۔ یعنی وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتی کہ کسی دن یہ المناک سانحہ اور عظیم حادثہ پیش آ سکتا ہے۔

اور جب اس کے قلب و ذہن میں اس قسم کا تصور گزرتا ہے۔ اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے تو وہ چیخ اٹھتی ہے۔ وہ چیخ چیخ کر کہتی ہے ———

"اے اللہ میرا دن (میری موت کا دن) اس کے دن (موت کے دن) سے پہلے بنا۔ لیکن میں اس سے زیادہ پریشان ہوں۔

اور میں نے اللہ تعالیٰ سے کبھی کوئی سوال نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ میری موت کا دن اس کی موت کے دن سے پہلے بنا دے۔ یعنی میں اس سے پہلے مر جاؤں۔

ایجنٹ: ماشاء اللہ ——— بہت خوب ——— میاں بیوی کا ایک دوسرے کے لیے برابر کا اخلاص ———

شوہر: اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ جب اسے میرے بیمہ زندگی کے متعلق جو میں نے صرف "اس" کے لیے کرایا ہے۔ کی خبر پہنچے گی پتہ چلے گا تو: اسے برا شگون سمجھے گی۔ یعنی اس خبر کو منحوس سمجھے گی۔

اور اس پر خوف طاری ہو جائے گا۔ وہ انتہائی خوفزدہ ہو جائے گی۔

ایجنٹ: اطمینان رکھیے' ہماری طرف سے اسے قطعاً" کوئی خبر نہیں ہو گی رازوں کو محفوظ رکھنا ہمارے اہم فرائض اور خصوصیات میں سے ہے۔

شوہر: خوش قسمتی سے وہ اس وقت یہاں نہیں ہے۔ اوپر ہے ——— پڑوسیوں کے

پاس ـــــ وہ ایک نوجوان بیمار لڑکی کی عیادت کرنے کے لیے گئی ہوئی ہے۔ لیکن اگر سوء اتفاق سے وہ آپ کو وہاں ملے یا اچانک یہاں آ جائے تو خبردار ـــــ احتیاط رکھیے اسے قطعاً" یہ نہ بتائیں کہ آپ بیمہ کمپنی کے ایجنٹ ہیں ـــــ

ایجنٹ : گھبرائیے نہیں ـــــ میری ذہانت و فراست پر بھروسہ کیجئے ـــــ

شوہر : مجھے بھروسہ ہے اللہ تعالٰی پر ـــــ آپ پر اور آپ کی کمپنی پر ـــــ کہ میری بیوہ کشادگی و فراخی' خوش بختی و خوشحالی' عزت و عظمت اور راحت و مسرت کے ساتھ زندگی گزارے ـــــ

ایجنٹ : لیکن معاہدہ میں شرط ہے اگر آپ کی بیوہ آپ سے پہلے مر گئی ـــــ میرا مطلب ہے آپ کی بیوی تو آپ جتنی بھی اقساط ادا کر چکے ہوں گے اگرچہ سینکڑوں ہی کیوں نہ ہوں۔ تو وہ سب ضائع ہو جائیں گی' آپ کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا ـــــ

شوہر ـــــ گھبرا کر ـــــ خوفزدہ ہو کر ـــــ چپ ـــــ چپ ـــــ خاموش رہ ـــــ وہ مجھ سے پہلے وفات پا جائے گی ـــــ وہ مجھ سے پہلے مر جائے گی ـــــ تو اس کے بعد میرے زندہ رہنے کا کیا فائدہ؟ اور میری دولت کس کام کی؟ ـــــ میں آپ سے مطالبہ کیوں کروں گا ـــــ کس لیے کروں گا؟ اور میں کس لیے کسی بات کے متعلق سوچوں گا؟ کیوں سوچوں ـــــ اے بیمہ ایجنٹ کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟

ایجنٹ : معاف کرنا ـــــ معافی چاہتا ہوں ـــــ میں نے تو صرف محض معاہدہ کی دفعات (شقوں) میں سے ایک دفعہ (شق) کی طرف اشارہ کیا تھا ـــــ

شوہر : کافی ہے ٹھیک ہے ـــــ میں نہیں چاہتا کہ اس قسم کی المناک و دردناک دفعہ پر میری نظر پڑے ـــــ

ایجنٹ : میری لیاقت و ہوشیاری آپ سے خیانت کر گئی ـــــ چشم پوشی فرمائیں مجھے معاف کر دیں۔ میں ابھی سے احتیاط کروں گا ـــــ

آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ راضی و خوش رہیں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بیگم صاحبہ کی عمر دراز فرمائے۔

شوہر: اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے پہلے وفات دے دے ———

ایجنٹ: اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے پہلے وفات دے دے اور وہ بیمہ کی تمام رقم خوشی اور مسرت کے ساتھ وصول کرلیں ———

(وہ چھوٹا سا بیگ (بریف کیس اٹھاتا ہے اور واپس جانے کی تیاری کرتا ہے)

شوہر: آپ واپس جا رہے ہیں ——— اور میں نے آپ کو کافی بھی پیش نہیں کی ——— معاف کرنا ——— ہمارا ملازم آج چھٹی پر ہے ——— میں اور میری بیگم فلیٹ پر ہم اکیلے ہیں ——— اور جیسا کہ میں نے ابھی آپ کو بتایا ہے وہ اوپر ہمسایوں کے پاس ہے ———

ایجنٹ: تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ——— میں بڑا خوش قسمت ہوں ——— میں ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہوں گا ———

شوہر: ہمیشہ یہ بات یاد رکھنا ——— میری بیوی کو اس بات کی کانوں کان خبر تک نہ ہو۔

ایجنٹ: اس کو قطعاً" علم نہیں ہو گا۔ کبھی بھی اس کو پتہ نہیں چلے گا۔ خدا حافظ۔

"اسی لئے فلیٹ کا کھلا ہوا دروازہ دھکیلا جاتا ہے اور پڑوسیوں کے پاس سے نکلتے ہوئے بیوی ظاہر ہوتی ہے۔ نمودار ہوتی ہے ——— وہ ایجنٹ کو دروازے کی طرف جاتے ہوئے دیکھتی ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں بریف کیس ہے"۔

بیوی: تیز تیز لب و لہجہ میں ایجنٹ سے کہتی ہیں ——— آپ ڈاکٹر ہیں ——— آپ

ڈاکٹر صاحب ہیں ——؟

ایجنٹ: گھبراہٹ میں ——— میں

شوہر: ایجنٹ سے جلدی میں ——— یہ میری بیوی ہیں ——— یہ میری بیوی ہیں

———

ایجنٹ: بیوی؟ اوہ ——— محترمہ آپ نے ہمیں شرف بخشا ———

بیوی: آپ نے بھی شرف بخشا۔

شوہر: گھبرا کر ہاں انہوں نے بھی شرف بخشا

بیوی: آپ ڈاکٹر ہیں؟

ایجنٹ: (اپنے ہاتھ میں بریف کیس دیکھتے ہوئے) ڈاکٹر ہوں میں؟

شوہر: (ایجنٹ کو اپنی آنکھ کا اشارہ کرتے ہوئے) ہاں—— ڈاکٹر—— لیکن آپ اطمینان رکھیں ——— اطمینان رکھیں ——— میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بالکل تندرست ہوں۔

بیوی: (اس کا مطلب ہے) ڈاکٹر صاحب یقیناً" فلیٹ کی منزل بھول گئے ہیں مریضہ اوپر پڑوسیوں کے ہاں ہے۔ انہوں نے آدھ گھنٹہ پہلے آپ کو ٹیلی فون پر بلایا ہے

———

شوہر: اوپر چڑھ جایئے ڈاکٹر صاحب ——— اوپر ———

ایجنٹ: میں ابھی اوپر چلا جاؤں گا ———

"تیزی کے ساتھ دروازے کی طرف لپکتا ہے اس شخص کی طرح جو اپنے آپ کو ٹھہرنے سے بچانا چاہتا ہو"

بیوی: ٹھہریئے رکیے۔ ڈاکٹر صاحب: خبردار ——— احتیاط رکھنا ——— مریضہ سے یہ نہ کہنا کہ آپ ڈاکٹر ہیں اور اس کے علاج کے لیے آئے ہیں کیونکہ اس کا خیال نہیں ہے کہ وہ بیمار ہے۔ یعنی اسے یقین ہے کہ بیمار نہیں ہے۔ وہ بڑے سکون و آرام

کے ساتھ بات کرتی ہے ــــــ اور دلائل کے ساتھ گفتگو کرتی ہے اور جب اسے معلوم ہو گا کہ آپ ڈاکٹر ہیں تو وہ آپ سے ملنے سے انکار کر دے گی' بہتر اور مناسب یہ ہے کہ آپ اس سے کہیں ــــــ کہ آپ کچھ اور ہیں ــــــ مثال کے طور پر آپ اس سے کہیں کہ آپ ــــــ

ایجنٹ : (میں کہوں گا) کہ میں بیمہ کمپنی کا ایجنٹ ہوں جو اس کی زندگی کا بیمہ کرنے آیا ہوں ــــــ

شوہر: (ایجنٹ سے) آپ کو اس کے علاوہ اور کوئی لفظ نہیں ملا ــــــ

بیوی : کوئی ہرج نہیں۔ کوئی بات نہیں ــــــ اسے کوئی بھی اپنا پیشہ بیان کر دینا چاہیے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس لڑکی سے یہ بات مخفی اور پوشیدہ رہے کہ آپ ڈاکٹر ہیں ــــــ

ایجنٹ : (تیزی کے ساتھ واپس جاتے ہوئے (مڑتے ہوئے)

اسے قطعاً" علم نہیں ہو گا۔ اسے بالکل پتہ نہیں چلے گا۔

بیوی : ڈاکٹر صاحب۔ ذرا ٹھہریئے ــــــ اب آپ اسے اپنے کمرے میں بالکل تنہا و اکیلا پائیں گے اپنے تصورات و تفکرات میں ڈوبی ہوئی ہے۔ وہ بہت زیادہ تنہا رہتی ہے۔ وہ اپنی ماں کے ساتھ اکیلے زندگی گزار رہی ہے۔ وہ زیادہ باہر نہیں جاتی۔ اور دیر تک پڑھتی رہتی ہے بہت کم میں اس کو دیکھتی ہوں۔ جب میں اس سے ملنے کے لیے اوپر جاتی ہوں ــــــ لیکن میں دیکھتی ہوں کہ اس کی غریب و بیچاری ماں جب بھی مجھے اس کے (بیٹی کے) اس عجیب و غریب معاملے کے متعلق بتاتی ہے تو (شدت غم کی وجہ سے) اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں (آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے) اور کوئی نوکرانی یا نوکر اس کے ہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا۔ اپنی زندگی کے خوف سے ــــــ

ایجنٹ : اپنی زندگی کے ڈر سے ؟

بیوی: ہاں ڈاکٹر صاحب۔ یہ لڑکی بڑی خطرناک ہو گئی ہے۔ اگرچہ اس کی ظاہری شکل و صورت اس بات پر دلالت نہیں کرتی یعنی اس کا ظاہری طور پر معصوم چہرہ بالکل اس کے خلاف ہے ـــــــ اس کے برعکس آپ اسے انتہائی خوبصورت و حسین معصوم' پرسکون' خوش اخلاق' مودب و مہذب پائیں گے ـــــــ لیکن جونہی وہ کسی نوکر کو اکیلے باورچی خانے میں دیکھتی ہے کہ اس کے ہاتھ میں چھری ہے تو (خوشی کے مارے) اس کی آنکھوں میں عجیب قسم کی چمک پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس پر چھری سے وار کرنے کا پکا ارادہ کر لیتی ہے ـــــــ اگر ▪ زور زور سے نہ چیخے اور بھاگ نہ جائے یا اس کی ماں باہر نہ آ جائے ـــــــ

ایجنٹ: خوف میں (اللہ بچائے)

بیوی: ڈاکٹر صاحب آپ کے ہاں طب میں' ڈاکٹری زبان میں اس حالت کو کیا کہتے ہیں؟

ایجنٹ: (انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں) اس حالت کو ـــــــ اسے نام دیا جاتا ہے۔ اس کا نام ہے ـــــــ

شوہر: (تیزی کے ساتھ کہتا ہے) اسے بلاشبہ اعصابی تناؤ کہا جاتا ہے یا کم از کم اس کا نام ـــــــ نفسیاتی بیماری ہے۔

بیوی: (اپنے شوہر سے) چھوڑیئے۔ آپ ڈاکٹر صاحب کو بات کرنے دیں وہ اپنے پیشے کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں ـــــــ آپ کی کیا رائے ہے؟ ڈاکٹر صاحب ▪

ایجنٹ: آپ اس کی کیا تشخیص کرتے ہیں؟ آپ اس بیماری کی کیا علت و وجہ بتاتے ہیں؟ آپ اس کا علاج کیا بتاتے ہیں؟

ایجنٹ: (گھبراہٹ میں پریشان ہو کر کہتا ہے) میری رائے یہ ہے کہ میڈیکل دوائیں اب ہر چیز کا علاج کر رہی ہیں ـــــــ اور میڈیکل سٹور جڑی بوٹیوں اور دواؤں کے ساتھ بھرے پڑے ہیں۔ اور ہر روز نئی ایجادات ہو رہی ہیں۔ اور بیماریاں کم ہوتی جا

رہی ہیں اور عمروں کی اوسط لمبائی دگنا ہو گئی ہے یہاں تک کہ انشورنس کمپنیاں ہو گئی ہیں ـــــــ

شوہر: (سرگوشی کے انداز میں کہتا ہے) ہمارا انشورنس سے کیا تعلق ہے؟

بیوی: ایجنٹ سے کہتی ہے' ڈاکٹر کا مقصد ہے اس بیماری کے علاج کے لیے کیا کوئی میڈیکل دوائی پائی جاتی ہے؟

شوہر: (اپنی بیوی سے) کیا آپ مطالبہ کرتی ہیں ڈاکٹر صاحب سے کہ ▪ ایسی حالت ایسی بیماری کے متعلق بات کریں بتائیں جس کا ابھی تک انہوں نے معائنہ بھی نہیں کیا ـــــــ

بیوی: ڈاکٹر صاحب مجھے معاف کر دیں ـــــــ

اصل میں مجھے ایک وہم نے ایسے سوالات کرنے پر مجبور کیا ہے ـــــــ

جب کہ اس وہم سے بڑھ کر ایک اور چیز ہے۔ وہ ہے اس مسکین و بیچاری ماں پر میرا ترس د رحم ـــــــ میرے لیے مناسب نہیں کہ میں آپ کو زیادہ دیر یہاں روکوں ـــــــ وہ اوپر آپ کے انتظار میں ہیں ـــــــ

مجھے قوی امید ہے کہ اس لڑکی کو مکمل شفا آپ کے ہاتھوں ہو گی ـــــــ

ایجنٹ: شکریہ ـــــ (Good Night) اللہ آپ کی رات اچھی کرے۔ واپس جانے کے لیے حرکت کرتا ہے۔

بیوی: ٹھہریئے ڈاکٹر صاحب۔ اس لڑکی سے محتاط رہنا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کی ماں نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے اس کے کمرے میں ریوالور (پستول) سے ملتی جلتی کوئی چیز دیکھی ہے ـــــــ

ایجنٹ: پستول؟

بیوی: جی ہاں۔ وہ لڑکی آج صبح گھر سے باہر نکلی تھی جیسا کہ اس کی ماں نے مجھے بتایا اور وہ دوپہر ظہر کے وقت واپس آئی گھر لوٹی۔ اور اس کی ماں یہ نہیں جانتی کہ اس کی

بٹی یہ ریوالور کہاں سے لائی ہے اور کیوں لائی ہے؟

ایجنٹ: تیزی کے ساتھ واپس مڑتے ہوئے۔ سلام علیکم ——

بیوی: تھوڑی دیر ٹھہرجایئے ڈاکٹر صاحب: کیا آپ کو پتہ ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ان پڑوسیوں کا فلیٹ کہاں ہے؟

ایجنٹ: جلدی سے گھبرا کر —— نہیں ——

بیوی: —— میرے ساتھ آیئے میں آپ کو ان کا فلیٹ دکھاتی ہوں اور آپ کو وہاں پہنچا آتی ہوں۔

ایجنٹ: (خوف و گھبراہٹ کے ساتھ) نہیں —— نہیں —— آپکی بڑی مہربانی —— میں اسے جانتاہوں۔ میں اسے جانتا ہوں —— میں اس کے متعلق پوچھ لوں گا۔ آپ جنابہ کو تھکنے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ——

شوہر: (اسے جلدی سے بچانے کی کوشش کرتا ہے) اور اپنی بیوی کو پکڑ لیتا ہے۔ پیاری بیگم صاحبہ آپ کو تھکنے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو چھوڑ دیں تاکہ وہ اکیلے جائیں۔ (ڈاکٹر صاحب کو اکیلے جانے دیں اور آپ یہاں میرے ساتھ ٹھہریں —— میں آپ سے ایک چیز کے متعلق کچھ بات کرنا چاہتا ہوں

—— بیوی —— (ایجنٹ سے) ڈاکٹر صاحب فلیٹ سیدھا ہمارے اوپر ہے دائیں کونے میں ——

ایجنٹ: (بھاگ کر تیزی سے باہر نکل جاتا ہے) میں ابھی نیچے چلا جاؤں گا —— میرا مقصد ہے —— میں اوپر جاؤں گا —— آپ لوگوں کا شکریہ (—— تیزی کے ساتھ باہر نکل جاتا ہے ——)

بیوی: —— (اپنے شوہر کی طرف متوجہ ہوتی ہے) اب مجھے بتاؤ (کیا کہنا چاہتے ہو؟)

خاوند: —— کیا بتاؤں؟

بیوی:۔۔۔ کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ آپ مجھ سے کسی چیز کے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں؟

خاوند:۔۔۔ اوہ ۔۔۔ میں بھول گیا جو کچھ میں آپ سے کہنا چاہتا تھا میں بھول گیا ہوں۔

بیوی:۔۔۔ کیا وہ کوئی اہم اور ضروری بات ہے؟

خاوند:۔۔۔ مجھے یاد نہیں ۔۔۔

بیوی:۔۔۔ کیا وہ کوئی ایسی بات ہے جو آپ سے متعلق ہو ۔۔۔؟

شوہر:۔۔۔ نہیں

بیوی:۔۔۔ تو کیا میرے ساتھ تعلق ہے؟

شوہر:۔۔۔ نہیں۔

بیوی:۔۔۔ تو پھر آپ نہ فکر کریں اور نہ سوچ بچار۔ اور نہ اسے زیادہ اہمیت دیں کیونکہ ہر وہ بات جس کا تعلق ہم دونوں سے نہیں اسکی کوئی قیمت و وقعت نہیں ۔۔۔

شوہر:۔۔۔ آپ نے بالکل درست کہا ۔۔۔ بیگم ۔۔۔ ہم دونوں ہی ساری کائنات ہیں ۔۔۔ ہم دونوں مکمل سکون ہیں ۔۔۔ ہم دو جسم ہیں مگر روح ایک (یک جان دو قالب) ہم جسم دو ہیں لیکن جان ایک۔۔۔

شوہر اور یہی میرے عذاب کا راز و بھید ہے۔

بیگم:۔۔۔ آپ بھی ڈیئر فواد؟

شوہر:۔۔۔ جی ہاں میں ہمیشہ مسلسل اس خوف و ڈر میں زندگی گزار رہا ہوں کہ مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچے اس وجہ سے کہ آپ کو کوئی دکھ و تکلیف ہو ۔۔۔ اور مجھے یہ بھی بہت خوف رہتا ہے میں یہ سوچ کر خوفزدہ ہو جاتا ہوں کہ آپ کو کوئی دکھ یا مصیبت پہنچے ۔۔۔ اس سے پہلے میں مرجاؤں ۔۔۔

بیوی :۔۔۔۔ جب کوئی بیماری و دکھ ضروری ہو کہ ہم میں سے کسی ایک کو لاحق ہو تو میں ہمیشہ اس بات کو ترجیح دوں گی کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔

شوہر:۔۔۔۔ اس طرح آپ مجھے بالکل بچا نہیں پائیں گی ۔۔۔۔ آپ اس کا نتیجہ جانتی ہیں؟

بیوی :۔۔۔۔ واقعی ہماری روح ہماری جان ایک ہے ہم میں سے کوئی اس روح کے ساتھ جدا نہیں ہو سکتا ۔۔۔۔

شوہر:۔۔۔۔ بیگم لطیفہ ۔۔۔۔ اگر ہمارے بچے ہوتے تو پھر ان میں تمہاری اور روحیں ہوتیں' اور تمہاری کئی زندگیاں ہوتیں ۔۔۔۔

بیوی :۔۔۔۔ مجھے اس بات کا افسوس نہیں ہے کہ بچے نہیں ہیں۔

شوہر:۔۔۔۔ اور مجھے بھی افسوس نہیں ہے۔

بیوی :۔۔۔۔ فواد ۔۔۔۔ صاحب ہمیں یہ ایک روح ہی کافی ہے ہم اسے باہم تقسیم کر لیتے ہیں اور ہم میں سے کوئی بھی اس کو اپنے لیے خاص نہیں کرلے گا۔ جب بھی وہ بجھے گی اسی وقت دوسرے کے پاس ۔۔۔۔

بیوی :۔۔۔۔ بس کر ۔۔۔۔ فواد پلیز ۔۔۔۔ یہ موضوع چھوڑو' میں سر میں چکر محسوس کررہی ہوں مجھے چکر آرہے ہیں۔ اور مجھے یوں لگ رہا ہے کہ ساری دنیا میری آنکھوں کے سامنے سیاہ ہو گئی ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا ہے۔

اے اللہ میرا دن اس کے دن سے پہلے بنا دے۔

اے اللہ میری موت اس سے پہلے لکھ دے ۔۔۔۔

شوہر:۔۔۔۔ اے اللہ اس کی یہ دعا نہ سننا ۔۔۔۔

بیوی :۔۔۔۔ ایسا مت کہو ۔۔۔۔ (خدا کے لیے) ایسا مت کہو ۔۔۔۔

شوہر:۔۔۔۔ اے اللہ تعالیٰ میرے مرنے کا دن اس سے پہلے بنانا۔

بیوی :۔۔۔۔ اے اللہ تعالیٰ اس کی دعا بالکل نہ سننا۔

"اسی لمحے اٹھارہ سال کی خوبصورت لڑکی فلیٹ کے دروازے کی طرف سے تیزی سے نمودار ہوتی ہے ـــــ اور کہتی ہے"

لڑکی :ـــ وہ اللہ تعالیٰ تم دونوں میں سے کسی ایک کو چھوڑ کر دوسرے کی دعا قبول نہیں کرے گا ـــــ

بیوی :ـــ (سہمے ہوئے) سہام؟

شوہر :ـــ یہ کون ہے؟

بیوی :ـــ (خوف و گھبراہٹ سے) ہمسایوں کی لڑکی ہے۔

شوہر (لرزتے اور کانپتے ہوئے سرگوشی کے ساتھ) یہ وہ پاگل لڑکی ہے ـــ؟

لڑکی ـــ(اپنی جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہتی ہے) میں آپ دونوں سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ دونوں یہاں میرے سامنے بیٹھیں۔ ایک دوسرے کے بالکل قریب ہو کر اور تھوڑی دیر کے لیے کان لگا کر غور سے سنو جو میں تم سے کہنا چاہتی ہوں۔ ان دونوں کو پستول کی نوک (گن پوائنٹ) سے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتی ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور خوف و ڈر کی وجہ سے ان کی زبانیں گنگ ہو گئی ہیں۔ لڑکی ـــــ اب تم دونوں مجھے اجازت دو کہ میں تمہارے سامنے اس کرسی پر بیٹھ جاؤں۔

"وہ میز کے قریب پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے اس طرح کہ اس کے اور میاں بیوی کے درمیان صرف میز کا فاصلہ ہے"

لڑکی :ـــ اور مجھے اجازت دیں کہ میں ان حالات و واقعات کا بھی شکریہ ادا کروں جن کی وجہ سے آپ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جنہوں نے مجھے یہ مبارک موقع عطا فرمایا ـــــ

"دونوں میاں بیوی انتہائی خاموشی و خود فراموشی بلکہ بے ہوشی کے

عالم میں ہیں"

لڑکی :۔۔۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں آج اس فلیٹ پر تنہا ہو۔ اور یہ بات بھی (آپ کا اکیلے ہونا) میری خوش قسمتی کی ہے۔

(میرا خیال ہے) آپ یقیناً" جانتے ہوں گے کہ میرے یہاں اچانک آنے کا مقصد اور وجہ کیا ہے؟

"دونوں میاں بیوی اپنی بات کرنے کے لیے ہونٹ ہلاتے ہیں مگر وہ کوئی جواب نہیں دے پاتے" گویا گھبراہٹ اور پریشانی کی وجہ نے ان کی زبانیں گنگ ہو گئی ہیں ۔۔۔۔"

لڑکی :۔۔۔ (انتہائی سکون ، آرام سے کہتی ہے) مسئلہ بالکل سیدھا سادہ ہے۔ میں قتل کرنے آئی ہوں۔ میں تم میں سے کسی ایک کو قتل کروں گی ۔۔۔۔

بیوی :۔۔۔ لرزتی اور کانپتی ہوئی آواز کے ساتھ سہام' سہام ۔۔۔۔

لڑکی :۔۔۔ بڑے ادب و احترام سے مجھے افسوس ہے ۔۔۔ مجھے بہت افسوس ہے ۔۔۔۔ لیکن ایسا کرنا میرے لیے بہت ضروری ہے ۔۔۔۔

بیوی :۔۔۔ (واسطہ دیتے ہوئے' منت کرتے ہوئے) سہام ۔۔۔۔

لڑکی :۔۔۔ میں مجبور ہوں ۔۔۔۔ ایک خواہش اور ایک عظیم قوت مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں کسی شخص کا خون کروں۔ قتل کروں ۔۔۔۔

بیوی :(کپکپاتے الفاظ میں اور لڑکھڑاتی زبان میں)!

سہام ۔۔۔ ہم تیرے ہمسائے ہیں میں تیری ماں کی سہیلی ہوں تو میرے لیے بالکل میری چھوٹی بہن کی طرح ہے۔ تمہارا دل کیسے تسلیم کرتا ہے کہ تم ہمیں کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچاؤ ۔۔۔۔

لڑکی :۔۔۔ میں تمہیں قطعاً" نقصان پہنچانا نہیں چاہتی اور نہ میں نے کبھی سوچا ہے کہ میری طرف سے تم دونوں کو کوئی نقصان پہنچے۔۔۔۔ لیکن میں اپنے دل میں

بار بار اس چیختی اور چلاتی ہوئی آواز کو دبانے کے متعلق سوچتی ہوں ـــــــ (جس میں شعوری اور لاشعوری طور پر بار بار مجھے کہا جاتا ہے) اٹھو ـــــــ قتل کرو ـــــــ قتل کرو ـــــــ قتل کرو ـــــــ

بیوی: (منت اور التجا کرتے ہوئے) سہام۔ عقل کرو۔ ذرا سوچو ـــــــ پلیز۔ سہام ـــــــ آپ کی بڑی مہربانی ـــــــ

لڑکی: ـــــــ میں جو کچھ کرتی ہوں۔ سوچ سمجھ کر کرتی ہوں۔ میرے تمام قوائے عقلیہ۔ مکمل ہیں۔

(میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں پاگل نہیں ہوں)

بیوی: ـــــــ اگر آپ عقل سے کام لیتیں تو آپ اس برے فعل کا اقدام کبھی نہ کرتیں ـــــــ

شوہر: ـــــــ (اپنی بیوی کو آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے آہستہ سے کہتا ہے۔) اس کا غصہ مت بھڑکاؤ۔ جلتی پر تیل نہ چھڑکو ـــــــ

لڑکی: ـــــــ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ یہ ایک خوفناک اور بہت برا کام ہے۔ لیکن میرے پاس (کسی کو قتل کرنے کے سوا) کوئی چارہ نہیں۔ میرے بس میں نہیں کہ میں اس کو کرنے سے رک جاؤں۔ میں نے بہت دفعہ کوشش کی ہے کہ میں اس کام سے اپنے آپ کو باز رکھوں۔

میں نے بہت دفعہ اپنی قوت ارادی اور قوت فیصلہ کے ذریعے مدد حاصل کرنا چاہی (مگر کامیاب نہ ہوئی) میں نے اپنے آپ سے مقابلہ کیا۔ میں نے اپنے آپ سے جنگ کی۔ اور میرے دل میں اس سلسلے میں لمبے لمبے معرکے اور طویل جنگیں ہوئیں ـــــــ لیکن میں ہار گئی ـــــــ اور میں ناکام ہوگئی ـــــــ کوئی چیز بھی میری اس زوردار اور اٹل خواہش پر غالب نہیں آسکتی ـــــــ کہ میں قتل کروں ـــــــ میں قتل

کروں ـــــــ

شوہر: ـــــــ آواز کے ساتھ ــــ اے مس ـــــ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں ـــــــ لڑکی ـــــ فرمایئے ـــــــ

شوہر: ـــــ آپ یقیناً" ایک مہذب اور باسلیقہ مس ہیں اور بہت دفعہ سیڑھیوں پر میری آپ سے ملاقات ہوجاتی تھی ـــــــ میں آپ کو سلام کرتا تھا اور آپ بھی مجھے بڑے احترام کے ساتھ سلام کہتی تھیں۔ کیا آپکو یاد نہیں؟

لڑکی: ـــــ اور میں بھی آپ کا مکمل احترام کرتی ہوں ـــــــ

شوہر: ـــــ تو کیا آپ کو یہ بات اچھی لگے گی ـــــ کہ آپ ہماری طرف برے ارادے کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں ـــــــ

لڑکی: ـــــ یقیناً" مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی ـــــ لیکن میں مجبور ہوں۔ اس بات پر اپنی خواہش کے برعکس ـــــــ

میرے لیے انتہائی ضروری ہے کہ میں آج رات کسی شخص کو قتل کروں ـــــ ورنہ میں پاگل ہوجاؤں گی ـــــ میں جس تنگی و پریشانی کے عالم میں ہوں اس میں میرا واحد علاج یہ ہے کہ میں کسی کو قتل کروں ـــــ قتل کروں

شوہر: ـــــ کیا آپ کسی ایک شخص کو قتل کرنا چاہتی ہیں؟

لڑکی: ـــــ جی ہاں ـــــــ

شوہر: ـــــ تو پھر آپ کسی سڑک پر کیوں نہیں اتر جاتیں اور کیوں قتل نہیں کردیتیں کسی بھی شخص کو جو آپ کے سامنے آئے ـــــــ

لڑکی: ـــــ میں نے بالکل یہی سوچا تھا ـــــ اور میں یہ کام کرنے کے راستے پر تھی ـــــ

لیکن (عجیب اتفاق) کہ میں نے آپ لوگوں کا دروازہ کھلا پایا اور مجھے

یاد آگیا کہ آپ دونوں یہاں اکیلے ہیں ـــــــ

بیوی: ـــــ یہ ہماری بد بختی و بد نصیبی ہے ـــــــ

لڑکی: ـــــ بلکہ میری خوش بختی و خوش نصیبی ہے ـــــ کیونکہ شخص جسے میں سڑک پر قتل کرتی وہ شور مچاکر اپنے اردگرد لوگوں کو اکٹھا کرلیتا اور میں اس کام کے پھل کو آرام کے ساتھ توڑ نہیں سکتی تھی ـــــــ

یعنی سڑک پر میں آسانی کے ساتھ کسی شخص کو قتل نہیں کرسکتی تھی ـــــ

شوہر: ـــــ تو کیا وہاں کوئی پھل بھی ہے جسے آپ چن لیں گی اس قسم کا قبیح کام کر کے؟

لڑکی : ـــــ یقیناً" ـــــ بالکل ـــــ میں نے اپنے دل سے بار بار یہ سوال کیا ہے ـــــ کہ اس دل میں قتل کرنے کی خواہش کیوں بھڑکتی ہے؟ تو دل کا جواب یہ تھا ـــــ

"میں مرتے ہوئے انسان کا احساس جاننا چاہتی ہوں ـــــ اور اس قاتل کا شعور اور احساس جاننا چاہتی ہوں جو موت پیدا کررہا ہے۔ اور اگر قاتل اور مقتول کے درمیان کوئی جان پہچان کا تعلق یا رشتہ ہو۔ تو پھر یہ شعور اور احساس زیادہ نمایاں اور واضح ہوجائے گا ـــــ اور اپنا فوری نتیجہ لائے گا ـــــ

یہی وجہ ہے کہ میں تم دونوں میں اپنے مقصد کی بہترین مثال۔ بہترین عملی نمونہ دیکھ رہی ہوں ـــــ دیکھو! میں نے آپ دونوں کے ساتھ انتہائی اختصار کے ساتھ اپنی حالت کی تشریح و وضاحت کردی ہے تاکہ تم دونوں مجھے معذور سمجھو ـــــ (مجھے معاف کردو) اور میری مدد کرو ـــــ یقین جانو ـــــ میری بیماری کی شفا تندرستی تم دونوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں ہے۔ میں ساری زندگی آپ کی شکر گزار رہوں گی اور اس کا احسان میں کبھی بھی فراموش نہیں کروں گی جسے تم دونوں میں سے

قتل کروں گی۔۔۔۔۔

اور اب تم دونوں (قتل کے لیے) تیار ہو جاؤ۔۔۔۔۔

(وہ پستول اٹھالیتی ہے (تان لیتی ہے) دونوں میاں بیوی خوف و ڈر کے مارے ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے اسے ہٹاتے ہیں)

بیوی:۔۔۔۔ چیختے ہوئے۔ سہام!

شوہر:۔۔۔۔ واسطے دیتے ہوئے' منتیں کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ میں!

لڑکی:۔۔۔۔ میں تم دونوں کو ایک ساتھ (اکٹھے) قتل کرنا نہیں چاہتی کیونکہ یہ میرے لیے ضروری نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ میرا مقصد ہی فوت ہو جائے۔ اور میرا قلب و ذہن پراگندگی کا شکار ہو جائے۔ میں تم دونوں میں سے صرف ایک کو قتل کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ تم دونوں میں سے جو زندہ بچ جائے گا۔ وہ مجھے بہت بڑا نفع و فائدہ دے گا۔۔۔۔ کیونکہ میں اس کے چہرے پر مختلف قسم کے شعور و احساسات پڑھوں گی۔ جو اپنی قدر و قیمت میں کسی طرح کم نہیں ہوں گے ان سے کہ جن کا مطالعہ میں مقتول کے چہرے پر کروں گی۔

بیوی:۔۔۔۔ (رونے کے آواز کے ساتھ) اے سہام۔ میری جان سے پیاری سہام۔ میں نے آپ کا کچھ نہیں بگاڑا ہم آپ کے بہترین دوست اور بہترین ہمسائے ہیں۔۔۔۔ اور آپ مجھے میری قریبی خواتین سے بھی کہیں زیادہ عزیز اور پیاری ہیں۔ میری دلی خواہش تھی کہ آپ کی طرح میری بھی کوئی بیٹی ہوتی (بالکل آپ کی طرح) بہت دفعہ اس بات کا ذکر بھی میں نے آپ کی والدہ کے ساتھ کیا۔

آپ کے ادب و احترام' سیرت و کردار۔ لطافت و نرمی اور حسن سلوک کی تعریف آپ کی والدہ سے کی۔۔۔۔ تو کیا آپ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کریں گی؟

لڑکی :۔۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی۔ (میں ایسا ضرور کروں گی)
شوہر:۔۔۔ اے مس ہم بالکل معصوم اور بے گناہ ہیں۔۔۔ یاد رکھیے۔۔۔ آپ بے گناہ۔ معصوم خون بہانا چاہتی ہیں۔ ہم آپ کے لیے سوائے محبت و شفقت کے کچھ نہیں رکھتے تو کیا آپ ظلم و زیادتی کریں گی۔ تو کیا آپ پرسکوں و مطمئن' اچھے اور صالح اور پاکیزہ و معصوم لوگوں پر ظلم و زیادتی کریں گی؟
لڑکی:۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ تم لوگ بے گناہ اور معصوم ہو۔۔۔ اور یہی میرا مقصد ہے۔۔۔
اس لیے قتل کرنے کی خواہش کی اصل وجہ انتقام نہیں ہے اور آپ انتہا درجہ کے اچھے بلکہ معصوم و پاکیزہ اور پرسکون ہیں۔۔۔ اگر آپ برے' برائی والے برے رویے والے ہوتے تو پھر اس قتل کا سبب وہ سزا سمجھی جاتی۔۔۔ نہیں۔ نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ میرے اس کام کا مطلقاً" کوئی سبب نہیں ہے۔ اور اس کا سبب ہونا بھی نہیں چاہیے۔ یہ بذات خود قتل کی ایک خواہش ہے جو کسی بھی سبب سے پاک ہے۔۔۔
بیوی :۔۔۔ تو آپ اس قدر سنگدل ہیں۔ اتنی ظالم اور بے رحم ہیں؟
لڑکی:۔۔۔ آپ تو بخوبی جانتی ہیں کہ میں کسی بھوکی بلی کی میاؤں بھی نہیں سن سکتی۔
بیوی :۔۔۔ بالکل۔۔۔ واقعی۔۔۔ اے سہام۔۔۔ یہ بات میں نے تمہاری والدہ سے بھی سنی ہے۔۔۔ اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ آپ روزے رکھتی ہیں اور نمازیں ادا کرتی ہیں۔۔۔ آپ تو اتنی نرم اور مہربان ہیں۔۔۔ کہ خاکروب (جھاڑو دینے والا) کے غریب و مسکین بیٹے کے لیے آپ کا دل تڑپ اٹھتا ہے۔۔۔ کہ آپ اپنے ہاتھوں سے اس کے لیے لباس بنتی ہیں اور اسے پہناتی ہیں۔
شوہر:۔۔۔ اے مس۔۔۔ آپ کا دل تو اس طرح ہے۔۔۔ تو کیا آپ ایک

دوسرے سے دل و جان سے محبت کرنے والے اور تنہا زندگی گزارنے والے میاں بیوی پر، رحم نہیں کریں گی؟

بیوی :——— اے سہام ——— کیا تمہیں تمہاری والدہ نے ہمارے متعلق کبھی نہیں بتایا——— کیا اس نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی مخلص ہیں———

لڑکی :——— یہ مجھے معلوم ہے۔ میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں———

شوہر :——— اس کے بعد بھی۔ اس کے باوجود تم ایک چھوٹے سے (پرسکون) خاندان کو تباہ و برباد کرنا چاہتی ہو———؟

لڑکی :——— تم دونوں نے یقیناً" ابھی تک میرا موقف نہیں سمجھا۔ اور جس حالت میں میں ہوں تم اسے محسوس نہیں کر سکے۔ تم دونوں اچھی طرح جان لو کہ میرے دل میں اب ایک آرزو ہے جو میری رحمت و شفقت اور حکمت و سمجھ پر غلبہ پا رہی ہے اور تمہاری منتوں، سماجتوں جیسے الفاظ پر———

مجھے بالکل پروا نہیں——— مجھے کچھ سروکار نہیں———

یہ دنیا اس وقت۔ اس کے لوگوں سمیت اور پڑوسیوں سے اور رحمت و شفقت سے اور گفتگو اور دلائل سے اور اس کے ثواب و عذاب (جزا و سزا) سے اور اس کے خیر و شر (بھلائی و برائی) سے۔

نہیں۔ نہیں ——— اس وقت میرے لیے یہ چیزیں قطعاً" غیر ضروری ہیں۔ اس وقت جو چیز میرے لیے نہایت اہم اور ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں اس پوشیدہ آواز کا گلا دبادوں۔ وہ آواز جس کے متعلق میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں سے اٹھ رہی ہے۔ آواز جو مجھے کہتی ہے———

قتل کرو——— قتل کرڈالو——— تم پر لازم ہے کہ تم قتل کرو۔ قتل کرنا تمہارے لیے ضروری ہے۔ اس آواز سے کوئی فرار نہیں سوائے اس کے کہ میں اس آواز کی تعمیل

کروں۔ اس آواز کی اطاعت و فرمانبرداری کروں ـــــ

شوہر:ـــــ یہ آواز ـــــ کیا اس آواز نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ وہ یہ حکم تمہیں کیوں دے رہی ہے؟

لڑکی:ـــــ نہیں ـــــ یہ قلبی آواز تشریح و تفسیر نہیں کرتی اور نہ سبب وجہ بتاتی ہے ـــــ یہ تو صرف حکم دیتی ہے ـــــ

اس میں کوئی شک نہیں۔ بلاشبہ یہاں میرے علاوہ اور لوگ بھی ہیں کہ جنہوں نے اپنی زندگیوں میں کچھ آوازیں سنی ہوں گی۔ جو انہیں کچھ کام کرنے کا حکم دیتی ہیں۔ سو انہیں سرانجام دینے کے سوا کچھ چارہ نہیں پاتے ـــــ اور ان چیزوں میں ہو سکتا ہے کہ کچھ کا کوئی معنی و مقصد ہو ـــــ یا یہ بھی عین ممکن ہے کہ اس آواز کا کوئی عظیم مقصد ہو ـــــ تو وہ لوگ اس آواز کے ذریعے انسانیت کا انجام بدل دیتے ہیں ـــــ اس طرح ان چیزوں میں جن کا مطلقاً" کوئی معنی و مقصد نہیں ہوتا ـــــ لوگ اس کی۔

سو ـــــ میری آواز۔ وہ اس آخری قسم سے ہے ـــــ

اسی طرح ان اشیاء میں سے کچھ ایسی بھی ہیں جن کا مطلقاً" کوئی معنی و مقصد نہیں ہوتا۔ چنانچہ لوگ ان کی تاویل و توجیہ میں حیران و پریشان ہوجاتے ہیں ـــــ میری اس آواز کا تعلق اسی آخری قسم کے ساتھ ہے۔ یہ آواز مجھے ایک ایسی بات کا حکم دیتی ہے کہ جس کا مطلب سمجھنے اور نتیجہ اخذ کرنے میں۔ میں پریشان ہوں یہ ایک ایسی چیز ہے جس میں کوئی خیر و بھلائی نہیں۔ لیکن اس سے باز رہنا میرے لیے ممکن نہیں ـــــ مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی تعمیل کروں اور اسے ہر قیمت پر پورا کروں تاکہ مجھے راحت و سکون حاصل ہو ـــــ کیا تم دونوں سمجھ گئے ہو؟ ـــــ

اب مجھے اجازت دو کہ میں فائر کروں۔ (اب مجھے گولی چلانے کی اجازت دو)

(ریوالور اٹھاتی ہے دونوں میاں بیوی خوف کے مارے پیچھے کو ہٹ

جاتے ہیں اور التجائیں کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔)

بیوی :۔۔۔۔ روتے ہوئے (رونے کا انداز اختیار کرتے ہوئے) تم ایسا کروگی؟ ایسا کر گزر وگی؟

لڑکی :۔۔۔ وقت بہت کم ہے۔ مجھے اب ان باتوں سے رک جانا چاہیے۔۔۔۔۔ اور مجھے کام کرنا چاہیے۔۔۔۔۔ پر جلدی کام کرنا چاہیے۔۔۔۔۔

شوہر:۔۔۔۔ (کانپتے ہوئے التجائیں کرتے ہوئے) ایک منٹ۔۔۔۔ اے محترمہ صرف ایک منٹ۔۔۔۔

لڑکی: ۔۔۔ تم دونوں یقین جانو کہ اب بحث' التجا اور رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں میں تم دونوں میں سے ایک پر گولی چلادوں گی۔۔۔۔ اس کام سے ہر حالت میں فارغ ہونا ہے۔ بتاؤ کس پر؟۔۔۔ کس پر۔۔۔ تم میں سے کس پر۔۔۔۔۔

بیوی :۔۔۔۔ (ڈرتے ہوئے) ہم میں سے ؟۔۔۔۔۔

لڑکی :۔۔۔۔ ہاں تم میں سے کس پر؟۔۔۔۔۔ تم میں سے کس پر گولی چلاؤں۔۔۔۔؟ جلدی سے بتاؤ دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ضروری ہے۔۔۔۔۔

لڑکی :۔۔۔۔ دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے۔ تم دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ضروری ہے اور یہ کام زیادہ آسان نہیں ہے۔۔۔۔ میں بغیر کسی سبب کے کیسے ترجیح دے سکتی ہوں۔ جب کہ تم دونوں اس طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ چپٹے بیٹھے ہو۔ تم میں سے کسی نے بھاگنے کی کوشش نہیں کی یا ہلنے جلنے کا ارادہ نہیں کیا کہ میں اس پر گولی چلادیتی۔۔۔۔ اور انتخاب کی مشقت سے میری جان چھوٹ جاتی۔۔۔۔۔
بے شک تم دونوں میرے کندھے پر بھاری بوجھ ڈال رہے ہو۔۔۔۔۔ میں تم دونوں میں کس کا انتخاب کروں۔۔۔۔۔ بیوی؟ یا شوہر؟ کا۔۔۔۔۔

بیوی :۔۔۔۔ (زور سے سانس لیتے ہوئے) تو کیا ہم ابھی مرجائیں گے؟ کیا واقعی ہم مرجائیں گے؟۔۔۔۔ اے اللہ رحم فرما۔۔۔۔ اے اللہ رحم فرما۔۔۔۔ اے اللہ

ہم پر رحم فرما ــــــ

شوہر: ــــــ اے پروردگار۔ کیا ہم اتنی جلدی مرجائیں گے ــــــ؟ کیا واقعی ہمیں موت آرہی ہے؟ ہم پر رحم کھاؤ اے محترمہ ــــــ ہم پر ترس کھاؤ ــــــ ہم پر رحم کرو ــــــ

لڑکی: ــــــ (جیسے اپنے آپ سے بات کررہی ہو) جب بھی تم موت کا ذکر کرتے ہو۔ تو اس موت کو رونما کرنے کی میری خواہش بھڑک اٹھتی ہے ــــــ وقت تنگ ہوچکا ہے "چیختے ہوئے" میں آواز سن رہی ہوں ــــــ کہ میں قتل کردوں ــــــ تم دونوں میں سے کس کو ــــــ؟ ضروری ہے کہ میں ابھی فیصلہ کروں ــــــ لازم ہے کہ میں انتخاب کرلوں ــــــ کس کا ــــــ؟ کس کا ــــــ؟

(شوہر اور بیوی پر حیران نظریں ڈالتی ہے جبکہ وہ دونوں سہمے ہوئے اس کی نظروں کا پیچھا کرتے ہیں اور خوف کے مارے میں دونوں کے ہونٹ کانپ رہے ہیں)

لڑکی: ــــــ (پختہ عزم کے ساتھ چلاتے ہوئے) اے بیوی تو آگے آ ــــــ

بیوی: (گھبرا کر۔ شکستہ دل کے ساتھ) میں ــــــ؟ نہیں ــــــ نہیں ــــــ نہیں

لڑکی: ــــــ تم مرنا نہیں چاہتی؟ ــــــ

بیوی: ــــــ نہیں ــــــ میں مرنا نہیں چاہتی ــــــ

لڑکی: ــــــ تو پھر تیری جگہ تیرے شوہر کو آگے بڑھنا چاہیے۔ اے شوہر ذرا آگے آؤ ــــــ شوہر (سہمے ہوئے) میں ــــــ؟ نہیں ــــــ اے محترمہ نہیں۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے زندہ رہنے دو۔ مجھے جینے دو جینے دو ــــــ

لڑکی: ــــــ تو تم مرنا نہیں چاہتے ــــــ

شوہر: ــــــ نہیں ــــــ میں نہیں چاہتا ــــــ پلیز ــــــ مجھے آپ سے امید ہے

لڑکی :—— یہ ناممکن ہے یہ صورت حال بہت مشکل ہے —— تم میں سے ایک
کو ضرور مرنا ہے —— میرے لیے ضروری ہے کہ تم میں سے ایک پر گولی چلاؤں
—— کس پر ——؟ کس پر ——؟

مجھے پریشانی میں مت ڈالو —— تم دونوں میری مدد کرو —— تم دونوں
میرے ساتھ تعاون کرو —— میں ابھی تم میں سے کسی پر ریوالور چلا دوں گی
—— خواہ جس کو جا لگے —— (ریوالور ہاتھ میں اٹھاتی ہے) یہ گولی اے بیوی
تمہیں لگنی چاہیے ——

بیوی :—— خوف سے کانپتے ہوئے چیختے ہوئے) نہیں —— اے سہام' نہیں
—— مجھ پر گولی نہ چلانا —— میرا زندہ رہنا ضروری ہے —— مجھے زندہ رہنا
چاہیے —— کیونکہ —— کیونکہ —— میں حاملہ ہوں ——

لڑکی :—— حاملہ؟ تو تم نے یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی —— اللہ کا شکر ہے
—— جس نے بروقت تمہیں بچا لیا —— واقعی تمہیں اپنے بچے کے لیے زندہ رہنا
چاہیے میں کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کر بیٹھتی اگر میں تمہیں قتل کر دیتی ——
جب کہ تیرے پیٹ میں بچہ ہے۔ تم زندہ رہو گی —— اور تمہارے شوہر کو آگے آنا
چاہیے۔

شوہر :—— (خوف سے لرزتے ہوئے) اے محترمہ مجھے قتل نہ کرو ——
مجھے قتل نہ کرو ——

لڑکی :—— (اس کی طرف پستول سیدھا کرتے ہوئے) تمہیں قتل کیے بغیر کوئی
چارہ نہیں —— تمہارے سوا کوئی نہیں بچا —— تمہارا پلڑا بھاری ہو گیا ہے
—— اور اب یہ بات نہ تو دانشمندانہ ہے اور نہ قابل قبول کہ تم زندہ رہو اور
تمہاری حاملہ بیوی مر جائے ——

شوہر :—— حاملہ نہیں ہے' وہ جھوٹ کہتی ہے میں قسم کھاتا ہوں وہ جھوٹ بول

رہی ہے ـــــ

لڑکی :ـــ وہ جھوٹ کہتی ہے؟ کیا تمہیں اس بات کا یقین ہے؟ ـــــ

شوہر:ـــ میں سخت ترین قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اسے تمام ڈاکٹر نے یقین دلا دیا ہے کہ وہ ہرگز بچے نہیں دے سکتی ـــــ (ماں نہیں بن سکتی)

بیوی :ـــ (اپنے شوہر سے) اف یہ تیری کمینگی ـــــ؟

لڑکی :ـــ (بیوی سے) تم اس لیے جھوٹ بولتی ہو کہ تم اپنی زندگی بچا سکو ـــــ

بیوی :ـــ (اپنے شوہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بلکہ یہ دھوکہ دے رہا ہے تا کہ اپنی زندگی بچا سکے۔

لڑکی :ـــ مجھے خیال آ رہا ہے کہ میں نے اپنی ماں سے سنا تھا کہ تم بانجھ ہو۔ بہرحال معاملہ کچھ بھی ہو بے شک تم دونوں نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے ـــــ دیکھو! میں نے ابھی کوئی قدم نہیں اٹھایا ـــــ اور تم دونوں میں سے کوئی مرنا نہیں چاہتا ـــــ اور کوئی یہ بھی قبول نہیں کرتا کہ دوسرے کی جگہ آگے بڑھے تو میں اب کیا کروں؟ ـــــ جلدی کام ختم کرنا بہت ضروری ہے ـــــ کیا تم دونوں کی سمت میں گولی چلا دوں؟ اور جس کو لگے سو لگے ـــــ

(ریوالور اٹھاتی ہے۔ اور دونوں کی طرف سیدھا کر لیتی ہے (تان لیتی ہے) اور وہ دونوں چلاتے ہوئے اسے اپنے آپ سے دور کرتے ہیں۔ ہٹاتے ہیں)

بیوی :ـــ نہیں ـــ نہیں ـــ نہیں ـــ گولی نہ چلانا ـــ گولی مت چلانا

شوہر:ـــ گولی مت چلاؤ ـــــ گولی مت چلاؤ ـــــ

لڑکی :ـــ تم دونوں پر اس طریقے سے گولی چلانا ضروری ہو گیا ہے۔ اب تم دونوں ایک حالت پر متفق ہو کر بیٹھ جاؤ۔ تم میں سے کون اپنے ساتھ کے بدلے میں

رضاکارانہ طور پر گولی کھائے گا ۔۔۔؟

(میاں بیوی خاموش ہیں)

لڑکی :۔۔۔(ایک لمحے بعد) کیا موت کا خوف اس حد تک؟ ۔۔۔ کیا زندگی کی چاشنی اس حد تک ؟ بولو! تم دونوں اتفاق نہیں کرتے ۔۔۔ تو پھر سنو! اس بارے میں تقدیر جو چاہے تم میں فیصلہ کرے ۔۔۔ اے شوہر ۔۔۔۔ اپنی جیب سے کوئی چھوٹی سی کرنسی نکالو۔ اور تم میں سے ہر ایک اس کے دونوں رخوں میں سے ایک رخ کا انتخاب کرلے وہ کرنسی اس میز پر پھینکی جائے گی جس کے حصے میں تصویر ہو گی ■ بچ جائے گا اور جس کے حصے میں تحریر ہو گی وہ قتل کر دیا جائے گا ۔۔۔۔

(شوہر اپنی جیب سے چھوٹی سے کرنسی نکالتا ہے)

شوہر :۔۔۔۔(میں نے تصویر کا انتخاب کرلیا ہے۔

(کرنسی کو میز پر ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے)

بیوی :۔۔۔ (اسے پکڑ لیتی ہے) نہیں تم نہیں پھینکو گے بے شک مجھے اب تم پر کوئی اعتماد نہیں رہا ۔۔۔۔

(اسی اثنا میں انشورنس ایجنٹ سر جھکائے ہوئے نمودار ہوتا ہے۔ وہ فلیٹ کے دروازے کی سمت سے آتا ہے اور آگاہ کرنے کے لیے ہال کا دروازہ اپنی انگلیوں سے کھٹکھٹاتا ہے)

ایجنٹ :۔۔۔۔ معاف کرنا' میں یہاں اپنا قلم بھول گیا ہوں اور ■ ایک قیمتی یادگار ہے۔

بیوی :۔۔۔ ایجنٹ کو دیکھ کر چلاتی ہے' ڈاکٹر صاحب ہمیں بچا لیجئے۔ ہمیں بچا لیجئے ڈاکٹر صاحب۔

ایجنٹ :۔۔۔۔ مریضہ ۔۔۔۔ اوپر ہے۔ وہ خیریت سے ہے ۔۔۔ آپ اطمینان رکھئے

بیوی :۔۔ (لڑکی کی طرف سے آنکھ کا اشارہ کرتے ہوئے سرگوشی سے) یہ ہے ۔۔

لڑکی :۔۔ (ریوالور کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے) یہ ڈاکٹر صاحب ہیں ۔۔۔ ڈاکٹر صاحب آپ بیگم ۔۔۔ اور بیگم صاحبہ کے پاس آرام سے بیٹھ جایئے بغیر اس کے کہ آپ کوئی جھگڑا کریں یا بحث کریں۔

ایجنٹ :۔۔ (دوڑتے ہوئے) نہیں بحث کی کوئی ضرورت نہیں ۔۔۔

(جہاں لڑکی نے اشارہ کیا تھا وہیں بیٹھ جاتا ہے)

لڑکی:۔۔۔ اب تم تین ہو گئے ہو ۔۔۔ دو نہیں رہے ۔۔۔ اس صورت حال نے میرے خیال میں معاملے کو زیادہ پیچیدہ یا بہت زیادہ آسان بنا دیا ہے۔ بہرحال میں اپنے ہاتھ جھاڑوں گی ۔۔۔ اور آخری فیصلہ تم دونوں پر چھوڑتی ہوں۔

ایجنٹ:۔۔ کونسا آخری فیصلہ ۔۔

لڑکی :۔۔۔ تم تینوں میں سے ایک کو ابھی اور اسی وقت مرنا ہے۔

ایجنٹ:۔۔۔ گھبرا کر ۔۔۔ اے حفاظت کرنے والے (اپنے اردگرد توجہ کرتے ہوئے)

لڑکی :۔۔۔ (ریوالور کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے) کوئی بھی حرکت بذات خود آخری فیصلہ بن جائے گی اور مجھے انتخاب کی پریشانی سے نجات دلا دے گی۔

ایجنٹ :۔۔۔ کرسی پر جم کر بیٹھتے ہوئے ۔۔۔ جی تو میں پتھر کا بت بن گیا ہوں۔

لڑکی:۔۔۔ تم وقت ضائع کرنے کی کوشش نہ کرو۔ دیکھو میں تمہیں خبردار کر رہی ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ اچانک کوئی ایسا لمحہ آ جائے جس میں صورت حال پر قابو نہ پاسکوں اور بغیر سوچے سمجھے گولی چلا دوں۔

بیوی:۔۔۔ (بغیر حرکت کے سرگوشی کرتے ہوئے) ڈاکٹر صاحب اس کا کوئی علاج نہیں؟

ایجنٹ: ——— (آہستہ سے) میرا علاج ——— کہاں ہے وہ ———؟ میرا خون دوڑ رہا ہے۔ (میرا تو خون خشک ہوگیا ہے۔)

بیوی: ——— (آہستہ سے بغیر ہلے جلے) ڈاکٹر صاحب کیا آپ اسے یونہی چھوڑے رکھیں گی ———؟ کہ وہ ہمیں قتل کردے ———

شوہر (بلند آواز کے ساتھ) یہ ڈاکٹر نہیں ہے۔ یہ لائف انشورنس کمپنی کا ایجنٹ ہے ———

بیوی ——— کیا یہ ڈاکٹر نہیں ہے ———؟

ایجنٹ (شوہر سے سرگوشی کرتے ہوئے) یاد کرو یہ خاتون تمہاری بیوی ہیں۔ اسے اس بات کا علم نہیں ہونا چاہیے ———

شوہر: ——— (بلند آواز کے ساتھ) ہوجائے۔ اسے علم ——— اب اس سے بات چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میری موت کا تصور اسے خوفزدہ نہیں کرے گا۔ اسے تکلیف نہیں دے گا۔ اور نہ ہی اسے کوئی نقصان پہنچائے گا۔

بیوی: (اپنے شوہر سے) اور کیا میری موت کا تصور تمہارا بال بھی بیکا کرسکا ہے ———؟

لڑکی: (چلاتے ہوئے) اور آخر کار ——— اور آخر کار تم آگ سے کھیلو گے ——— تم میں یہ طاقت نہیں کہ تم مجھے اپنی حالت سے باہر لاسکو اور میں کوئی ایسا جوشیلا کام کرگزروں جس میں تم سب کی بربادی ہو ——— میں نے تمہیں کہدیا ہے کہ مجھے تم میں سے صرف ایک شخص کی ضرورت ہے اور تم سب پر لازم ہے کہ اس کی مدد کرو۔ اب تم تین ہو۔ آپس میں اکثریتی فیصلہ کرلو۔ جس طرح کہ عدالتوں میں ہوتا ہے۔ اتنا ہی کافی ہے کہ تم میں سے دو ایک فیصلے پر متفق ہوجائیں تاکہ ■ فیصلہ نافذ ہوجائے ——— کیا تم سن رہے ہو؟

میری پوزیشن صرف فیصلہ نافذ کرنے والے کی ہوگی ——— تم میں سے دو تیسرے کے بارے میں موت کا فیصلہ صادر کرسکتے ہیں ——— آؤ غور کرو اور فیصلہ سناؤ۔

جلدی۔ جلدی کرو ـــــــ

(شوہراور بیوی ایک دوسرے کے ساتھ آنکھیں دو چار کرتے ہیں)

شوہر:ـــــ یہ ٹھیک ہے۔

بیوی:ـــــ یہی انصاف ہے۔

شوہر:ـــــ (اپنی طرف اور اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ہم دونوں متفق ہیں ـــــ

بیوی:ـــــ ہاں ـــــ میری اور میرے شوہر کی رائے ایک ہے ـــــــ

لڑکی:ـــــ تم دونوں نے یقیناً" اس کے خلاف فیصلہ سنایا ہے ـــــ

(ایجنٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ـــــ)

شوہر:ـــــ (میاں بیوی ہم آواز ہو کر) ہاں ـــــــ

ایجنٹ:ـــــ (چلاتے ہوئے) ان دونوں نے میرے خلاف فیصلہ سنایا ہے؟ کس بات کا؟

لڑکی:ـــــ (ریوالور اٹھاتے ہوئے) موت کا۔ قتل کا ـــــ؟

ایجنٹ:ـــــ (چلاتے ہوئے ـــــ التجائیں کرتے ہوئے) ہاتھ اٹھاتا ہے ـــــ اے بیگم ـــــ اے محترمہ ـــــ گولی مت چلانا۔ گولی نہ چلانا۔ ایک بات صرف ایک بات ـــــ

لڑکی:ـــــ (رک جاتی ہے) آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ایجنٹ:ـــــ (گہرے سانس لیتے ہوئے) پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کیجئے ـــــ یہ کیا فیصلہ ہے۔ یہ کونسی عدالت ہے؟ اور میرا جرم کیا ہے؟ میں ایک غریب آدمی ہوں۔ انشورنس ایجنٹ ہوں۔ میں یہاں زندگی کو محفوظ کرنے آیا تھا۔ اور اب اپنے سامنے موت دیکھتا ہوں ـــــ

لڑکی:ـــــ میرے پاس اب وقت نہیں کہ میں تمہیں بھی نئے سرے سے

ساری کہانی سناؤں تم ایک غریب آدمی ہو—— اور انشورنس ایجنٹ ہو——

ایجنٹ :—— اور دیانتدار شوہر بھی——

لڑکی :—— اور دیانتدار شوہر بھی——؟ (جی آپ دیانتدار شوہر بھی ہیں)

ایجنٹ:—— اور چھوٹے چھوٹے بچوں کا باپ بھی——

لڑکی: —— اچھا۔ آپ چھوٹے چھوٹے بچوں کے باپ بھی ہیں آپ ان کی کفالت کرتے ہیں۔ ان کی تربیت کرتے ہیں اور آپ کا کوئی جرم بھی نہیں اور گناہ بھی نہیں اور نہ ہی آپ کو قتل کردینے کا کوئی سبب اور خاص وجہ ہے اور نہ آپ نے میرے ساتھ کوئی برا سلوک کیا ہے۔ اور نہ میرے دل میں آپ کے لیے کوئی کینہ و بغض ہے——

ان تمام باتوں کو میں یقینی حد تک جانتی ہوں۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو قتل کرنا میرے لیے ضروری ہے——

ایجنٹ :—— اے فریاد رس —— اے میرے پروردگار——

لڑکی:—— (ریوالور اٹھاتے ہوئے) اس کے بعد آپ اور کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

ایجنٹ:—— (ہاتھ اٹھاتے ہوئے) ٹھہریے محترمہ۔ ایک منٹ ٹھہرئے—— ایک منٹ ٹھہریے۔ بس ایک سیکنڈ

لڑکی:—— جی فرمایئے—— آپ کو تو معلوم ہے کہ میں قابل رشک حد تک پرسکون اعصاب رکھتی ہوں—— آپ گفتگو کریں۔ بولیں۔

ایجنٹ:—— میری محترمہ —— آپ فرض کریں کہ میں ابھی تک یہاں نہیں آیا اور نہ ہی میرا منحوس قلم مجھے واپس لایا ہے تو ایسی صورت میں آپ کیا کرتیں؟

لڑکی:—— تو پھر میں میاں بیوی میں کسی ایک کو قتل کردیتی——

ایجنٹ:—— تو پھر فرض کرلیجئے کہ میں یہاں موجود نہیں ہوں اور اپنی گذشتہ کارروائی کو پورا کیجئے——

لڑکی: ـــــ یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ آپ حقیقت میں یہاں موجود ہیں اور آپ کے خلاف اکثریتی فیصلہ صادر ہو چکا ہے ـــــ

ایجنٹ: ـــــ اکثریتی فیصلہ؟ ـــــ اس بیگم کو معلوم نہیں کہ اس کے لیے کیا چیز فائدہ مند ہے۔ اگر اس کو اپنے فائدے کا علم ہوتا تو یہ میرے ساتھ مل کر اپنے شوہر کے خلاف فیصلہ دیتی۔ کیونکہ یہ محض اپنے شوہر کے مرتے ہی دو ہزار پونڈ کی مالک ہو جائے گی ـــــ

شوہر: ـــــ اے ایجنٹ۔ اس قسم کے گھٹیا لالچ کا سہارا مت لو ـــــ حقیقت میں تم اپنے دل میں میری بیوی کی موت کی تمنا کرتے ہو۔ کیونکہ اس طرح جتنی میں نے اقساط ادا کی ہیں۔ تمہاری کمپنی اس پر قبضہ کرلے گی اور ضرور تمہیں ان اقساط میں کمیشن ملے گا ـــــ

لڑکی: ـــــ (چلاتے ہوئے) بس، بس ـــــ میں اس جھگڑے سے تنگ آچکی ہوں ـــــ میں فیصلے کا نفاذ چاہتی ہوں ـــــ ایجنٹ صاحب ذرا آگے آیئے ـــــ

ایجنٹ: ـــــ میری محترمہ ـــــ مجھ پر رحم کیجئے ـــــ میں آپ کے پاؤں چومتا ہوں۔ مجھے اتنا جلدی قتل نہ کیجئے ـــــ ایک منٹ ٹھہر جایئے ـــــ کیا آپ رحم و کرم نہیں جانتیں ـــــ

لڑکی: ـــــ میں رحم کو جانتی ہوں اور بہت دفعہ میرا دل رحمت و شفقت میں ڈوب جاتا ہے۔

ایجنٹ: ـــــ کیا آپ اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتیں؟

لڑکی: ـــــ میں اللہ کو جانتی ہوں۔ پہچانتی ہوں۔ اور میں نے اس کے لیے بہت روزے رکھے ہیں۔ اور نمازیں پڑھی ہیں ـــــ

ایجنٹ: ـــــ کیا آپ محبت کو نہیں جانتیں؟

لڑکی: ـــــ محبت ـــــ آپ کا کیا مطلب ہے؟

ایجنٹ : ـــــ محبت ـــــ میرا مطلب ہے کہ محبت جو آپ کو زندہ رکھے۔ اور آپ زندگی کی زندہ رقص کرتی ہوئی حقیقت کو پالیں ـــــ ۔۔ محبت جس کا مجھے اس وقت شعور ہوا جب میں نے پہلی مرتبہ اپنی بیوی کو دیکھا جبکہ ۔۔ عالم شباب میں تھی۔ اس روز مجھے یوں لگا کہ مجھے پہلی دفعہ زندگی ملی ہے۔ اور ہر چیز جسے میں چھوتا ۔۔ میرے چھونے سے زندہ ہوجاتی۔ اور جس منظر کو دیکھتا وہ میری نگاہوں سے زندہ ہوجاتا ـــــ محبت ایک ایسا شعور ہے جو چیزوں کو اور اشخاص کو زندہ کردیتا ہے ـــــ

لڑکی: ـــــ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ نہ تو میں نے اپنے آپ کو کبھی اجازت دی ہے اور نہ میری ماں نے مجھے کبھی رخصت دی ہے کہ میں اس قسم کے جذبات کو اپنے دل میں جگہ دوں۔ میں اٹھارہ برس کی ہوچکی ہوں۔ اور بچپن ہی سے میری ماں مجھے اس قسم کے گنہگار احساسات سے ڈراتی تھی جن کو تم جرات کے ساتھ بڑھا چڑھا کر بیان کررہے ہو ـــــ

ایجنٹ : ـــــ اوہ آپ نے زندگی کی محبت کو قتل کردیا ہے اور اس کی جگہ موت کی محبت نے لے لی ـــــ

لڑکی: ـــــ ان خیالات کو اپنے لیے محفوظ رکھو ـــــ بہرحال آپ کے بس میں نہیں ـــــ کہ آپ میرے دل کی پوشیدہ باتوں کا اندازہ لگائیں ـــــ کون شخص ہے جو محبت اور اس کی وسعتوں کی حقیقت کو جان سکے ـــــ

مثال کے طور ـــــ یہ میاں بیوی اخلاص ، وفا میں نمونہ تھے آئیڈیل تھے۔ کتنی دفعہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا اور اپنی ماں سے بھی سنا

بیوی : ـــــ کیا میرے دل میں یہ بات آسکتی تھی کہ میرا شوہر مجھے اس طرح دھوکہ دے گا؟

شوہر : ـــــ کیا میں نے تمہیں دھوکہ دیا ہے؟ یا تم نے مجھے دھوکا دیا ہے؟

لڑکی : ـــــ تم دونوں میں سے کسی نے اپنے ساتھی کو دھوکہ نہیں دیا بلکہ تم میں سے

ہر ایک نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا ہے۔ یا اس کا اپنا نفس اسے دھوکہ دیتا ہے۔ کیونکہ کوئی انسان اپنے اندر نفس کی گہرائیوں میں اتر کر اندر کی چیزیں نہیں دیکھتا یہ تو ایک سمندر ہے جس کا چہرہ صاف شفاف ہے اور اس کی گہرائی میں ریت کے ٹیلوں کے ساتھ جڑی بوٹیاں چٹانوں کے ساتھ مچھلیاں اور موتیوں کے ساتھ بچھو ملے جلے ہیں ـــــ مجھے ڈاکٹر نے یہی بات بتائی تھی جس کے پاس میں آج صبح گئی تھی

ـــــــــــ

بیوی: ـــــ کیا آپ آج صبح ڈاکٹر کے پاس گئیں تھیں؟

لڑکی: ہاں وہ ڈاکٹر نفسیاتی بیماریوں کے ماہر ڈاکٹروں میں سے ہے میں نے ضروری سمجھا کہ اس سے آج مشورہ لوں۔ میں نے کسی کو ـــــ یہاں تک کہ اپنی ماں کو بھی اس کے بارے میں نہیں بتایا میں نے اس ڈاکٹر سے ـــــ اندرونی آواز کے بارے میں مشورہ لیا' جو مجھے قتل کرنے کا حکم دیتی ہے۔

بیوی: ـــــ تو اس نے آپ کو کیا مشورہ دیا؟

لڑکی: ـــــ اس نے مشورہ دیا کہ اس آواز کا حکم مانوں اس کی مخالفت نہ کروں اور اسے نہ دباؤں بلکہ قتل کروں۔ میں قتل کا اقدام کروں ـــــ

ایجنٹ: (چیختے ہوئے) کیا ڈاکٹر نے تمہیں کہا ہے کہ تم قتل کر دو ـــــ

لڑکی: اس نے مجھے کہا ہے جب تم قتل کرو گی تو فوراً محسوس کرو گی کہ تمہیں سکون حاصل ہو گیا ہے ـــــ اور ڈاکٹر نے مجھے یہ ریوالور بھی دیا ہے ـــــ

ایجنٹ: تمہیں ریوالور دیا اور کہا کہ قتل کر دو ـــــ اس قدر سادگی کے ساتھ ـــــ گویا کہ اس نے تمہیں اسپرین کا سیرپ گولی دی ہے اور کہا ہے اسے پی لو ـــــ

لڑکی: ڈاکٹر نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اس کا یہی علاج ہے اور ڈاکٹر کی ہدایات کو نظرانداز کرنا درست نہیں۔ اس لیے آپ کے لیے مناسب یہی ہے کہ آپ علاج میں

میری مدد کریں تاکہ بعد میں میں آپ کی اس خدمت کو خراج تحسین پیش کرسکوں ذرا آگے بڑھیئے۔۔۔۔۔۔

(ریوالور اس کی طرف سیدھا کردیتی ہے)

ایجنٹ : (حواس باختہ ہو کر) بعد میں؟ کہاں؟ ۔۔۔۔۔۔ اور کب؟ جب کہ اب آپ میری جان لینے کے درپے ہیں۔۔۔۔۔۔

(ہوش میں آتا ہے اور چلاتا ہے میری طرف سیدھا نہ کرو ۔۔۔۔۔ ٹھہرو ۔۔۔۔۔۔)

لڑکی : میں نے ضرورت سے زیادہ انتظار کیا ہے۔ اب میں سکون چاہتی ہوں۔ میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔

ایجنٹ : تم دوا لے رہی ہو؟

لڑکی : ہاں میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ مجھ پر شفقت فرمائیں میرے ساتھ مہربانی کریں میرے علاج میں دیر نہ کریں۔۔۔۔۔۔

ایجنٹ : لوگو مجھ پر رحم کرو۔ میں مرنے سے پہلے پاگل ہو جاؤں گا۔ یہ چاہتی ہے کہ میں اس پر مہربانی کروں کہ وہ اپنی گولی میرے سینے پر چلادے۔

لڑکی : ہاں میرے ساتھ مہربانی کرو۔ مجھے سکون دو۔۔۔۔۔ مجھے آرام دو۔ میرا علاج کرو۔ مجھے راحت اور شفا دو۔۔۔۔۔۔

ایجنٹ : (چلاتے ہوئے) اپنی موت کے ذریعے؟ اپنے خون اور قتل کے ذریعے؟

لڑکی : تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ بے شک کچھ لوگوں کا خون کچھ دوسرے لوگوں کا علاج ہوتا ہے اس آسمان کے نیچے یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ ایک قدم آگے آجائیں تاکہ گولی کسی اور کو نہ لگ جائے میں گولی ضرور چلادوں گی۔۔۔۔۔۔

(ریوالور سیدھا کرلیتی ہے)

ایجنٹ: خوف کے مارے (چیختے ہوئے) اے محترمہ مجھ پر رحم کھاؤ۔ یتیموں پر رحم کھاؤ۔۔۔

(جلدی سے میاں بیوی کے ساتھ لپٹ جاتا ہے)

شوہر: (اپنے سے دور کرتے ہوئے) ہم سے دور ہوجا۔ پرے ہٹ۔۔۔۔
ایجنٹ: (زور سے چیختے ہوئے) اب میں تم سے دور ہوجاؤں جبکہ تو ہی تو مصیبت کا سبب ہے اے منحوس گاہک (پالیسی ہولڈر)
شوہر: (اس سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا ہے) مجھے چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو۔
ایجنٹ: (پورے زور سے ساتھ لپٹتے ہوئے) میں تمہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا ہم مریں گے تو اکٹھے۔۔۔ میں اکیلا نہیں مروں گا۔۔۔ میرا کیا قصور ہے؟ کہ میں تمہارے گھر آیا تمہاری انشورنس کرنے کے لیے۔۔۔ اور اب تم۔۔۔ بیمہ شدہ تو زندہ رہو اور میں ایجنٹ جو غیر بیمہ شدہ ہوں۔۔۔ مرجاؤں۔
شوہر: (اپنی بیوی سے) مجھے اس سے بچاؤ۔
بیوی: میں اس کو کیسے دور کروں جبکہ اس کے دونوں بازو تم پر بھینچے ہوئے ہیں۔

(سب ایک دوسرے کے ساتھ لپٹ جاتے ہیں)

لڑکی: (ان سب کو دیکھتے ہوئے) تو میرے خیال میں مسئلہ پیچیدہ ہوگیا ہے میرے پاس وقت کم ہے۔ میری سانسیں رکنے کے قریب ہوگئی ہیں۔ مجھے محسوس ہورہا ہے کہ میرا گلا بند ہوجائے گا مجھے اس وقت کام کرنا ضروری ہے۔ تاکہ میں اپنی سانس کو لوٹا سکوں میں تمہارے لیے ہرگز نہیں مروں گی اور نہ ہی کسی اور کی خاطر تم سب نے ایک دوسرے کو پکڑ لیا ہے اور ایک بلاک بن گئے ہو۔ ہوسکتا ہے اس صورت میں اس پیچیدگی کا حل ہو۔۔۔ میں تمہارے ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے بلاک پر گولی چلاؤں گی اور جس کو لگنی ہوگی لگ جائے گی نصیب اپنا اپنا۔۔۔ دیکھو میں تم

میں سے ایک کو قتل کرنا چاہتی ہوں ایک کو قتل کروں ———— کسی ایک کو قتل کروں ——— قتل کروں ————

(یہ بات اپنے دانتوں میں دبا کر کہتی ہے اور اس کی آنکھوں میں عجیب قسم کی بجلی چمکتی ہے اور وہ گولی چلادیتی ہے جس کی گونج ہال کمرے میں سنائی دیتی ہے جبکہ تینوں ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے اپنے سے ہٹا رہے ہیں)

تینوں: (چیخ مار کر زمین پر گرتے ہوئے) تو نے ہمیں قتل کردیا ہے؟

لڑکی: (ان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے) تم میں سے گولی کس کو لگی؟

بیوی: (چیختے ہوئے) میں مرگئی————

شوہر: (چلاتے ہوئے) میں مرگیا——— میں فوت ہوگیا————

ایجنٹ: چیخ کر——— میں اللہ کی بارگاہ میں پہنچ گیا————

لڑکی: ناممکن ہے کہ تم تینوں اکٹھے مرو۔ تم تینوں ایک گولی کے ساتھ———— تم میں سے کم از کم دو ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اٹھو تا کہ میں تمہیں دیکھوں تم میں سے گولی صرف ایک کو لگی۔

(تینوں اپنے قدموں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور اپنے اعضاء کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھتے ہیں)

لڑکی: (ان کی طرف دیکھتے ہوئے) یہ تمہارے چہروں پر اور تمہارے کپڑوں پر سیاہی کیسی ہے؟

ایجنٹ: ———— دھواں ' ——— بارود

لڑکی: اور گولی کہاں گئی تم میں سے کس میں پیوست ہوگئی ہے۔

شوہر: (وہ اپنا جسم ٹٹولتا ہے اور اپنے گریبان میں دیکھتا ہے——— تو کیا آپ اپنی گولی

کی تلاش کا بوجھ بھی ہم پر ڈالیں گی؟

لڑکی : تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا تم میں سے کسی کا خون نہیں بہا؟

بیوی : (اپنا پسینہ پونچھتے ہوئے) کیا اس سب کچھ کے بعد ہم میں کوئی خون کا قطرہ باقی رہ گیا ہے۔

(ایجنٹ ریوالور اٹھاتا ہے جسے لڑکی نے گولی چلانے کے بعد میز پر رکھ دیا تھا۔ اسے غور سے دیکھتا ہے اور چلا اٹھتا ہے)

ایجنٹ : ریوالور صرف بارود سے بھرا ہوا تھا ——— (جعلی تھا)

لڑکی : (اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے) کیا آپ کو یقین ہے؟

ایجنٹ : ریوالور اسے دیتے ہوئے ——— یہ لو اور اسے خود دیکھ لو ———

لڑکی : تو پھر یہ ڈاکٹر نے تدبیر کی ہے۔ بہرحال معاملہ کچھ بھی ہو۔ مجھے واقعی محسوس ہو رہا ہے کہ مجھے سکون حاصل ہو گیا ہے۔ گویا کوئی شکنجہ مجھ سے دور ہو گیا ہے۔

ایجنٹ : اور مجھ سے بھی اے محترمہ : اب مجھے واپس جانے کی اجازت دیجیے۔ اور اللہ کی پناہ ——— میں اس گھر میں کبھی نہیں آؤں گا اس سے پہلے کہ میں اپنی اولاد کے فائدے کے لیے اپنی زندگی کا بیمہ کراؤں۔

(اپنا بریف کیس اٹھاتا ہے اور اپنا قلم بھی جو وہ میز کے اوپر بھول گیا تھا اور تیزی کے ساتھ باہر نکل جاتا ہے)

لڑکی : (میاں بیوی سے) بہت افسوس ہے' میں نے آپ دونوں کو بہت پریشان کیا۔ مجھے معاف کردیں اور میری بیماری کو سمجھیں۔ بہرحال میں آپ دونوں کی شکر گزار ہوں اور مجھے واقعی گولی چلانے کے بعد سکون مل گیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ میں نے قتل کردیا ہے۔

(سلام کرتی ہے اور واپس جانے کے لیے چل پڑتی ہے جبکہ بیوی اپنے

شوہر کیطرف دیکھے بغیر سر جھکائے ہوئے دائیں طرف واقع اپنے کمرے کی طرف چلی جاتی ہے)

شوہر (واپس جاتی ہوئی لڑکی سے) آپ نے ہماری ازدواجی زندگیوں کو قتل کر ڈالا ــــــــــ

پردہ گرتا ہے۔

حافظ محمد صدیق فیضی (گولڈ میڈلسٹ)
صدر شعبہ عربی: ڈویژنل پبلک سکول اینڈ انٹرمیڈیٹ کالج
ماڈل ٹاؤن لاہور۔

اسے غور سے پڑھیے

آپ کوئی بھی امتحان دینا چاہیں پہلے اس کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ جدید سلیبس کا مطالعہ کریں۔ ہم اس سلسلہ میں آپ کی صحیح رہنمائی اور مشاورت کریں گے۔ مختلف امتحانات کے سلسلہ میں کافی کتب شائع کی گئی ہیں، نایاب کتب مہیا کی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں امتحانات پی ٹی سی، سی ٹی، او ٹی، بی ایڈ، وفاق المدارس، ایم اے (عربی، اسلامیات، سیاسیات، تاریخ، معاشیات، اردو) ادیب، عالم، فاضل (عربی، اردو، فارسی، پنجابی) کے لیے نصابی اور درسی کتب، تلخیصات، اردو تراجم، گائیڈز، امدادی کتب، ٹیسٹ پیپرز، سابقہ پرچہ جات اور متعلقہ سلیبس ہم سے طلب فرمائیں، نیز ان امتحانات کے سلسلہ میں ہماری مطبوعات آپ کو اپنے مقامی تاجر کتب سے مل سکتی ہیں۔

نوٹ! تشریح طلب امور کے لیے آپ براہ راست مینجر آزاد بک ڈپو، حبیب بنک بلڈنگ چوک اردو بازار لاہور سے خط و کتابت فرمائیں

---

٢ - من وحي الطبائع البشرية

أريد أن أقتل

قصة تمثيلية في فصل واحد

توفيق الحكيم

آزاد بک ڈپو ○ اردو بازار ○ لاہور

بزم ادب [illegible] الادب

« بهو استقبال صغير فى « شقة » يقطنها زوجان وحيدان ... كل شىء فيها ينم على البساطة والهدوء والاطمئنان ... وفى وسط البهو منضدة عليها حقيبة صغيرة مفتوحة لمندوب شركة التأمين على الحياة وهو يقدم إلى الزوج عقدا ... ويناوله قلما من الأبنوس ...

مندوب التأمين : وقع بامضائك هنا ... بقلمى الأبنوس ... فهو يجلب السعد ! ...

الزوج : « وهو يلقى على العقد نظرة أخيرة » إذا مت فإن زوجتى تقبض من الشركة ألفى جنيه ؟ ...

المندوب : فى الحال بمجرد الوفاة ...

الزوج : « وهو يتناول منه القلم » إليك إمضائى ...

« يوقع على العقد ثم يضع القلم فوق المنضدة ويسلم العقد للمندوب . . . . »

المندوب : « وهو يتناول العقد » مبروك ! ...

الزوج : على وفاتى ؟ ! ...

المندوب : على إتمام « البوليصة » ...

الزوج : أهم شىء عندى هو أن زوجتى لا تعلم بخبر هذا التأمين وأنا على قيد الحياة ... إنها رقيقة الشعور ... شديدة الاخلاص إلى حد يؤثر أحيانا فى صحتها ... ما من أمر يزعجها فى النهار ويؤرقها فى الليل إلا فكرة موتى قبلها ... فهى لا تطيق أن تتصور هذا يحدث يوما ... وإذا مر شبح ذلك بخاطرها صاحت : « اللهم اجعل يومى قبل يومه ! ... » ولكنى أنا أشد منها انزعاجا ، ولا أسأل الله شيئا

إلا أن يجعل يومى قبل يومها !...

المندوب : ما شاء الله !... إخلاص متبادل ...

الزوج : لذلك أخشى أن يبلغها خبر هذا التأمين على حياتى من أجلها فتتشاءم، ويتملكها الفزع !...

المندوب : اطمئن !... لن يبلغها شىء من جهتنا.. المحافظة على الأسرار من أهم واجباتنا واختصاصاتنا ...

الزوج : من حسن الحظ أنها الآن فوق... عند الجيران... تعود فتاة مريضة، ولكن... إذا شاءت المصادفة السيئة أن تلقاك هنا أو تفاجئك... حذار أن تخبرها أنك مندوب شركة التأمين على الحياة !...

المندوب : لا تخف !... اعتمد على لباقتى ...

الزوج : إنى معتمد على الله وعليك وعلى الشركة فى أن تعيش أرملتى فى سعة وبحبوحة وعزة وراحة ...

المندوب : لكن فى العقد شرطاً، إذا توفيت أرملتك قبلك. أقصد زوجتك . فإن كل ما دفعته أنت من أقساط ، وإن بلغ المئات ، يضيع عليك...

الزوج : مفزعاً، صه !... صه !... تتوفى قبلى ... تموت قبلى ... وما فائدة حياتى بعدها ... وما قيمة مالى ... ولماذا أطالبكم بشىء ... وأفكر فى شىء ... أجننت أيها المجنون ... أيها المندوب ...

المندوب : عفوا ... معذرة ... إنى ما قصدت إلا مجرد الإشارة إلى نص من نصوص ...

الزوج : كفى — لا أريد أن تقع عينى على مثل هذا النص المؤلم ...

المندوب : خانتنى اللباقة .. سامحنى — سأحتاط منذ الآن ... كل ما أرجوه

أن ترضى ... وأن يطيل الله بقاء الستّ ...

الزوج : وأن يتوفانى قبلها ...

المندوب : وأن يتوفاك قبلها ... وتقبض هى مبلغ التأمين فى خير وسرور ...

« يحمل الحقيبة الصغيرة ويتأهب للانصراف . . »

الزوج : تنصرف ... ولم أقدم إليك القهوة ... لا تؤاخذنا ... خادمنا اليوم فى أجازة . وأنا والست وحدنا فى « الشقة » .. وهى كما قلت الآن لك فوق عند الجيران ...

المندوب : لا داعى للكلفة ... إنى سعيد أن أكون دائما فى خدمتك ...

الزوج : تذكر دائما ... زوجتى لا يجب أن تعلم ...

المندوب : لن تعلم ... إلى اللقاء ...

« فى هذه اللحظة يدفع باب الشقة المفتوح وتظهر الزوجة نازلة من عند الجيران ... فترى المندوب متجها الى الباب وفى يده الحقيبة الصغيرة . . . . . »

الزوجة : « للمندوب بلهجة سريعة » الدكتور ... حضرتك الدكتور ؟...

المندوب : « مفاجأ » أنا ؟...

الزوج : « للمندوب بسرعة » زوجتى ... زوجتى ...

المندوب : الست ؟... آه ... تشرفنا يا هانم ...

الزوجة : وحضرتك طبعاً ...

الزوج : « بارتباك » نعم ... حضرته طبعاً ...

الزوجة : الدكتور ...

المندوب : « ينظر إلى الحقيبة الصغيرة فى يده » دكتور ؟...

الزوج : « يغمز بعينه للمندوب » نعم ... دكتور ... ولكن اطمئنى ...

إطمئنى ... إنى فى أتم صحة ...

الزوجة : الدكتور طبعاً غلط فى الطابق ... المريضة فوق عند الجيران ... لقد طلبوك بالتليفون منذ نصف ساعة ـ

الزوج : اصعد يادكتور ... اصعد ..

المندوب : ساصعد ... حالا ...

« يتجه بسرعة إلى الباب كمن يريد أن ينجو بنفسه من الموقف ... »

الزوجة : انتظر يادكتور .. حذار أن تقول للمريضة إنك طبيب جاء لعلاجها ... فهى لاتعتقد أنها مصابة بمرض ... وهى تتكلم بكل هدوء ، وكل منطق .. وقد ترفض مقابلتك إذا علمت أنك طبيب ... فيحسن أن تقول لها إنك ... أى شىء آخر ... قل لها مثلا إنك

المندوب : إنى مندوب شركة تأمين ... جاء يؤمن على حياتها ...

الزوج : « للمندوب » ألم تجد شيئاً آخر غير هذا ؟! ...

الزوجة : لا بأس ... لا بأس ... فلينتحل أى صفة يراها ... المهم أن يخفى عنها أنه دكتور ...

المندوب : « بسرعة وهو منصرف » لن تعلم ... لن تعلم ...

الزوجة : انتظر يادكتور ... انتظر ... انك ستجدها الآن منفردة فى حجرتها ... مستغرقة فى تأملاتها ... فهى كثيرة العزلة ... تعيش وحدها مع أمها ... لا تخرج كثيراً ، وتقرأ طويلا ... وقلما أراها عندما أصعد زائرة ... ولكنى أرى أمها المسكينة التى تحدثنى عن أمرها العجيب ودموعها تسيل ... وما من خادمة أو خادم يطيل المقام عندها خوفا على حياته ...

المندوب : خوفا على حياته ؟! ...

الزوجة : نعم يا دكتور .. لقد أصبحت هذه الفتاة خطرة ... وإن كان ظاهرها لا يدل على ذلك ... بالعكس ... إنك ستراها حسناء وديعة دمثة مؤدبة مثقفة ، ولكنها ماتكاد تنفرد بخادم فى المطبخ وفى يدها سكين ... حتى تلمع عيناها ببريق غريب ... وتهم بطعنه ... لولا صياحه وفراره وظهور الأم ...

المندوب : « فى خوف » يامغيث ! ...

الزوجة : ماذا تسمى هذه الحالة يادكتور عندكم فى الطب ؟ ...

المندوب : « مرتبكا » هذه الحالة ... تسمى ... تسمى ...

الزوج : « بسرعة » تسمى من غير شك اختلالا عصبيا أو على الأقل اختلالا نفسانيا ...

الزوجة : « لزوجها » دع الدكتور يتكلم . . . إنه أدرى بمهنته . . . ما رأيك يادكتور ؟ ...

المندوب : رأيى أن هذا شىء مخيف جداً ...

الزوجة : بماذا تشخصه ؟ ... بماذا تعلله ... بماذا تعالجه ؟ ...

المندوب : « بارتباك » من رأيي أن المستحضرات الطبية تعالج الآن كل شىء ... ومخازن الأدوية مملوءة بالعقاقير ... وكل يوم يظهر اختراع جديد ... والأمراض فى انقراض .. والأعمار تضاعف طولها فى المتوسط ... حتى أصبحت شركات التأمين...

الزوج : « همساً » مالنا وماله للتأمين ؟! ...

الزوجة : « للمندوب » تقصد الدكتور أنه يوجد مستحضر طبي لعلاج هذه الحالة ؟!

الزوج : «لزوجته» أتطلبين من الدكتور أن يتكلم عن حالة لم يفحصها بعد .

المندوب : هذا صحيح ... لا أستطيع الكلام عن حالة لم أفحصها بعد ..

الزوجة : عفواً يادكتور ... اعذرنى ... إن الفضول دفعنى إلى كل هذه الأسئلة ؛ بل شيئاً آخر أكثر من مجرد الفضول ... هو شفقتى على الأم المسكينة ... لا ينبغى أن أحجزك هنا أكثر من ذلك ... إنهم فوق فى انتظارك ... وأرجو أن يتم لهذه الفتاة الشفاء على يديك ...

المندوب : شكراً ... ليلتكم سعيدة ! ... « يتحرك للانصراف » ...

الزوجة : انتظر يادكتور ... خذ حذرك من الفتاة ... لقد أخبرتنى أمها منذ لحظة أنها لمحت فى حجرتها اليوم شيئاً يشبه المسدس ...

المندوب : مسدس ؟! ...

الزوجة : نعم ... لقد خرجت الفتاة فى الصباح ؛ كما قالت لى أمها ... ولم تعد إلا فى الظهر ... ولا تدرى الأم من أين جاءت ابنتها بهذا المسدس ... ولماذا جاءت به ... ؟ ...

المندوب : « مسرعا بالانصراف » سلام عليكم ! ..

الزوجة : انتظر لحظة يادكتور ... هل تعرف أين هى شقة هؤلاء الجيران ؟ ..

المندوب : « باندفاع » لا ...

الزوجة : تعال معى ... أنا أريك الشقة ... وأصعد بك إلى هناك ...

المندوب : « بفزع » لا ... لا ... أرجوك ... أنا أعرفها ... أعرفها ... سأسأل عنها ... لا داعى لتعب حضرتك ...

الزوج : « يبادر إلى إنقاذه فيمسك بزوجته » نعم ... لا داعى لتعبك أنت ياعزيزتى ... دعى الدكتور يذهب بمفرده ... ابقى معى هنا ...

أريد أن أحدثك بشيء ...

الزوجة : « للمندوب » الشقة يادكتور فوقنا مباشرة ... على اليمين ...

المندوب : « وهو يخرج مهرولا » سأنزل حالا ... أقصد ... سأصعد ... أشكركم ! ...

« يخرج بسرعة . . . . »

الزوجة : « تتجه إلى زوجها » والآن ... حدثني ...

الزوج : بماذا ؟ ...

الزوجة : ألم تقل إنك تريد أن تحدثني بشيء ؟ ...

الزوج : آه ... نسيت ... نسيت ما كنت أريد أن أقول لك . .

الزوجة : أهو شيء مهم ؟ ...

الزوج : لا أذكر ...

الزوجة : أهو شيء يتعلق بك ؟ ...

الزوج : لا ...

الزوجة : يتعلق بي ؟ ...

الزوج : لا ...

الزوجة : إذن لا تفكر ولا تهتم ... كل ما خرج عنا نحن الاثنان لا قيمة له .

الزوج : صدقت ياعزيزتي ... نحن الاثنان كل الدنيا ... وكل السكون ... روح في جسدين ، وحياة في شخصين ... وهذا سر عذابي ! ...

الزوجة : أنت أيضاً ياعزيزي فؤاد ؟ ...

الزوج : نعم ... إني أعيش في خوف دائم من أن يصيبني سوء ... فتفجعي ... ومن أن يصيبك سوء ... فأموت ...

الزوجة : إذا كان لابد للسوء من أن يصيب أحدنا ... فإنى أفضل دائماً أن أكون لك الفداء ...

الزوج : إنك لن تفتديني بذلك ... فأنت تعرفين النتيجة ! ...

الزوجة : حقاً ... هى روح واحدة ... لنا معاً — لا يمكن لأحدنا أن يستقل بها ...

الزوج : لو كان لنا أطفال ياطيفة ... لكانت لك فيهم أرواح أخرى وحيوات عدة ...

الزوجة : إنى لست آسفة ...

الزوج : ولا أنا بآسف ...

الزوجة : تكفينا هذه الروح الواحدة يافؤاد ، نتقاسمها معاً ... ولا يستأثر بها واحد منا ... وإذا انطفأت عند أحدنا ...

الزوج : انطفأت فى الحال عند الآخر ...

الزوجة : كفى يافؤاد ... أرجوك .. اترك هذا الموضوع ... إنى أحس الدوار وأشعر بالدنيا تسود فى عينى ... اللهم اجعل يومى قبل يومك ! ...

الزوج : لا تسمع منها يارب ! ..

الزوجة : لا تقل ذلك ... لا تقل ذلك ! ...

الزوج : اللهم اجعل يومى أنا قبل يومها ! ...

الزوجة : لا تسمع منه يارب ! ...

« تظهر فتاة فى الثامنة عشرة ... رشيقة أنيقة ... آتية متسللة من جهة باب الشقة ...... »

الفتاة : إنه لن يسمع من أحدكما دون الآخر ! ...

الزوجة : « مأخوذة » سهام ! ..

الزوج : من هذه ؟ ...

الزوجة : « بخوف » فتاة الجيران ...

الزوج : « همساً فى رعدة » المجنونة ! ...

الفتاة : « تبرز مسدسا من جيبها » أرجو منكما أن تجلسا هاهنا أمامى ... أحدكما بجوار الآخر ... وأن تصغيا ملياً إلى ما أقول ...

« تشير لهما بطرف المسدس الى الأريكة ... فيجلسان متلاصقين وقد عقد الخوف لسانيهما . . . . . »

الفتاة : اسمحا لى أولا أن أجلس على هذا الكرسى أمامكما ...

« تجلس على الكرسى المجاور المنضدة ... بحيث تكون المنضدة فاصلا بينها وبين الزوجين . . . . »

الفتاة : وأذنا لى فى أن أشكر الظروف التى شاءت أن يكون بابكما مفتوحا ... فتهيأ لى هذه الفرصة السعيدة ! ...

« الزوجان فى صمت وذهول . . . . »

الفتاة : لقد وصل إلى علمى أنكما وحدكما اليوم فى هذه الشقة ... وهذا أيضا من حسن حظى ! ... تعرفان طبعاً الغرض من زيارتى المفاجئة ...

« الزوجان يهزان الشفاة ... دون أن ينبسا بجواب ... »

الفتاة : « بهدوء » المسألة فى غاية البساطة : جئت لأقتل ... أقتل أحدكما ...

الزوجة : « بصوت مرتجف » سهام ! ... سهام ! ...

الفتاة : « بأدب » إنى متأسفة ... إنى فى شدة الأسف ... ولكن لابد من أن أفعل ذلك ..

الزوجة : « بتوسل » سهام ! ...

الفتاة : مضطرة ... رغبة جامحة ... قوة قاهرة تدفعنى إلى أن أقتل شخصاً ...

الزوجة : «بلفظ مرتجف» نحن جيرانك ياسهام... إنى صديقة والدتك ... إنك مثل أختى الصغرى ... كيف يطاوعك قلبك أن تلحق بنا شراً ...

الفتاة : إنى لا أريد أن ألحق بكما شراً ... ولا أفكر فى الضرر الذى يصيبكما ... ولكنى أفكر فى خنق هذا الصوت الصارخ فى نفسى : أن أقتل ... أقتل ... أقتل ...

الزوجة : «برجاء» ... اعقلى يا سهام ... أرجوك ... أرجوك !...

الفتاة : إنى أعقل ما أفعل ... إنى فى أتم قواى العقلية ...

الزوجة : لو كنت تعقلين ما كنت تقدمين على هذا الفعل الشنيع ...

الزوج : «يغمز زوجته ويهمس» لا تثيرى غضبها ...

الفتاة : إنى أعلم أنه فعل شنيع ... ولكن ما حيلتى ؟... ليس فى استطاعتى أن أمتنع عن فعله ... لقد حاولت كثيرا أن أصد نفسى عنه ... لطالما استعنت بإرادتى وبحكمى ... وقاومت وحاربت ... وقامت فى نفسى معارك طويلة ... ولكنى هزمت ... ما من شىء تغلب على هذه الرغبة الجارفة عندى : أن أقتل ... أقتل ...

الزوج : «بصوت مهزوز» يا آنسة ... كلمة ...

الفتاة : تفضل ...

الزوج : إنك آنسة مهذبة ... وكثيراً ما كنت أقابلك فى السلم فأحييك وتحييننى بكل احترام ... ألا تذكرين ؟...

الفتاة : وإنى لم أزل أحمل لك كل احترام ...

الزوج : أيرضيك إذن أن ترفعى يدك نحونا بسوء ؟ ! ...

الفتاة : لا يرضينى ذلك بالطبع ، ولكنى مدفوعة إلى ذلك على الرغم منى ...

لابد أن أقتل الليلة شخصاً ... وإلا جننت ... علاجي الوحيد لما أنا فيه من ضيق هو أن أقتل ...

الزوج : تريدين قتل أي شخص ؟ ..

الفتاة : نعم —

الزوج : لماذا إذن لا تهبطين الشارع وتقتلين أي شخص يصادفك ؟ ..

الفتاة : فكرت في ذلك بالفعل .. وكنت في طريق إلى تنفيذه ... ولكني وجدت بابكما مفتوحاً ، وتذكرت أنكما وحدكما ...

الزوجة : ياسوء بختنا !...

الفتاة : بل هذا من حسن بختي أنا ... لأن الشخص الذي أقتله في الشارع سيحدث ضجيجاً يجمع حوله الناس ، فلا أستطيع أن أجني بهدوء ثمرة هذا الفعل ...

الزوج : أهناك ثمرة تجنينها من مثل هذا الفعل ؟...

الفتاة : بالتأكيد ... لقد ألحفت على نفسي في السؤال لماذا تضطرم فيها شهوة القتل هذا الاضطرام ؟... فكان جوابها : وإني أريد أن أعرف شعور الإنسان وهو يموت ... وشعور القاتل وهو يحدث الموت !... وإذا كانت هناك صلة معرفة بين القاتل والمقتول ، فإن هذا الشعور يتضح ويبرز ويأتي بنتيجة ... لذلك أرى فيكما خير مثال لمطلبي ... ها أنذي قد شرحت لكما حالي باختصار ... كي تعذراني وتساعداني .. إن شفائي في يد أحدكما ... إني سأكون شاكرة طول حياتي ... معترفة بالجميل لمن سأقتله منكما ... والآن استعدا ...

• ترفع مسدسها ... فيلتصق الزوجان رعبا ويهرآن يديهما . . . . ■

الزوجه : «صائحة» سهام ! ...

الزوج : «متوسلا» يا آنسة ! ...

الفتاة : إنى لا أريد أن أقتلكما معا ... لأن هذا لا يلزمنى ... بل قد يفوت غرضى .. ويشتت ذهنى .. أريد أن أقتل واحداً منكما فقط ... أما الحى منكما فسينفعنى أجزل النفع ... لأنى سأقرأ على وجهه من مختلف الشعور، مالا يقل فى القيمة عما أطالعه فى وجه المقتول ..

الزوجة : «بصوت باك» يا سهام ... ياحبيبتى سهام ... إنى لم أصنع لك شيئاً ... نحن لكم خير الأصدقاء وخير الجيران ... وأنت عندى أعز من كثيرات من قريباتى ... لكم تمنيت أن تكون لى بنت مثلك .. لطالما قلت ذلك لوالدتك ... وامتدحت أدبك وسلوكك ورقتك ... أتفعلين ذلك بنا ؟ ...

الفتاة : بالرغم منى ...

الزوج : نحن يا آنسة أبرياء ... تذكرى أنك تريدين سفك دماء بريئة ... نحن لا نحمل لك غير الود أتعتدين على أناس وادعين طيبين أبرياء؟!.

الفتاة : نعم ... أنتم أبرياء . وهذا عين مطلبى ... لأن رغبتى فى القتل ليس باعثها الانتقام .. وأنتم فى غاية الطيبة والوداعة ... لأنكم لو كنتم أشراراً وأهل سوء ، لحمل باعثى على أنه عقاب ... لا ... لا ... إن فعلى لا باعث له على الإطلاق ... ولا ينبغى أن يكون له باعث ... إنه شهوة القتل لذاتها ... مجردة عن أى باعث ...

الزوجه : أأنت قاسية القلب بهذا المقدار ! ...

الفتاة : إنك تعرفين أنى لا أطيق سماع مواء قطة جائعة ! ...

الزوجة : حقاً يا سهام .. سمعت ذلك من والدتك ... ورأيتك بعينى تصومين وتصلين ، ويتمزق قلبك رحمة بالطفل البائس ابن الكناس ، فتصنعين له بيدك ثوباً يكسو عريه ...

الزوج : يا آنسة — لك مثل هذا القلب ، ولا ترحمين زوجين متحابين وحيدين مثلنا ؟ ! ...

الزوجة : ألم تحدثك والدتك عنا يا سهام ؟ . ألم تقل لك إننا أخلص زوجين ؟ ! ..

الفتاة : أعلم ذلك ...

الزوج : وتريدين بعد ذلك أن تهدمى هذه الأسرة الصغيرة ؟ ! ...

الفتاة : إنكما لم تفهما بعد موقفى ... ولم تدركا ما أنا فيه ... اعلما جيداً أن فى أعماق نفسى الآن صوتاً يطغى على رحمتى وحكمتى وعلى أصوات توسلاتكم وحججكم ... ليس يهمنى الآن هذا العالم بناسه وجيرانه ورحمته ومنطقه وبراهينه وثوابه وعقابه وخيره وشره ... لا ... لا .. لا يهمنى كل ذلك الساعة ... كل ما يهمنى فى هذه اللحظة هو أن أخنق هذا الصوت الخفى ، الذى لا أدرى من أين هو صاعد ! ... صوتاً يقول لى : اقتلى ... يجب أن تقتلى ! .. هذا الصوت لا مفر لى من أن أطيعه ...

الزوج : هذا الصوت ... لم يقل لك لماذا يأمرك بذلك ؟ ...

الفتاة : لا ... إنه لا يفسر ولا يعلل ... إنه يأمر ... ما من شك أن هنالك أناساً غيرى سمعوا فى حياتهم أصواتاً تأمرهم بفعل أشياء ... فلم يجدوا بداً من فعلها ... ولعل من بين تلك الأشياء ما كان له معنى ... أو ما كان له غرض عظيم ... فغيروا بذلك مصير البشر ... كما أن من

بين تلك الأشياء ما ليس له معنى على الإطلاق — فيحار الناس فى تأويله .. صوتى هو من هذا النوع الأخير .. إنه يأمرنى بشىء، جرت فى معناه ومغزاه ... شىء لاخير فيه ... ولكن لاقبل لى بالامتناع عنه ... لابد أن أحققه وأؤديه لأستريح ... هل فهمتما وأدركتما حقيقة موقفى ؟ ... الآن اسمحا لى أن أطلق النار —

« ترفع المسدس ... فيتراجع الزوجان رعباً . . .
ويرفعان الأذرع توسلا . . . . »

الزوجة : « باكية مستعطفين » ... مستعطفين ...

الفتاة : الوقت أزف ... يجب أن أكف عن الكلام ... وأن أعمل ... وأسرع فى العمل ...

الزوج : « مرتجفاً متوسلا » لحظة يا آنسة ... لحظة ...

الفتاة : ثقا أنه لا فائدة من المناقشة ومن التوسل ومن البكاء ... سأطلق الرصاص على أحدكما ... هذا أمر مفروغ منه . أيكما؟ .. أيكما؟ ...

الزوجة : « برعب » أينا ؟؟

الفتاة : نعم ... أيكما ... على أيكما أطلق ... بسرعة ... يجب أن يقع الاختيار على أحدكما ...

الزوج : « فى رعدة » أستختارين ؟ ...

الفتاة : « وهى تتأمل كل واحد منهما » .. يجب أن أختار واحداً منكما وهذا ليس بالأمر السهل ... كيف أرجح بلا مرجح ... وأنتما هكذا جامدان متلاصقان ... ما من واحد حاول الهرب أو هم بحركة، حتى ألاحقه برصاصى ... وأطرح عن نفسى مشقة التخير .. إنكما تضعان

على كاهلى عبئاً ثقيلا ... من أختار منكما ؟.. الزوجة؟ والزوج؟

الزوجة : « تشهق » أسنموت الآن؟ ... حقاً سنموت ... اللهم الرحمة ...
الرحمة ... الرحمة ...

الزوج : أنموت هكذا يارب بهذه السرعة ؟! أهو إذن الموت؟... ارحمينا
أيتها الآنسة — الرحمة ؟ ...

الفتاة : « كالمخاطبة نفسها » كلما ذكرتما الموت، تأججت شهوتى لإحداثه.
أزف الوقت «صائحة» اسمع الصوت.. يجب أن أقتل... أيكما ...
أيكما...؟ يجب أن أقرر الآن ... يجب أن أختار من؟ من ؟...

« ترسل نظرات حائرة بين الزوج والزوجة ... »
بينما يتبعان هما نظراتها واجفين والفتاة منهما تهتز فرقا »

الفتاة «صائحة فى تصميم » أنت أيتها الزوجة ... تقدمى ! ...

الزوجة : «فزعة منهارة» أنا !! ... لا ... لا ... لا ...

الفتاة : لا تريدين أن تموتى ؟

الزوجة : لا ... لا أريد أن أموت ...

الفتاة : إذن فليتقدم زوجك بدلا منك... أيها الزوج ... تقدم ! ..

الزوج : «فزعا» أنا ؟... لا ... لا يا آنسة ... لا ... أتوسل إليكِ دعينى
أعش ...

الفتاة : لا تريد أن تموت ؟...

الزوج : لا ... لا أريد ... أرجوك ...

الفتاة : هذا مستحيل، هذا الوضع مستحيل لا بد لأحدكما أن يموت. لا بد
أن أطلق الرصاص على أحدكما .على من ؟ .على من ؟.. لا تتركانى

فى هذه الحيرة .. ساعدانى ــ عاونانى ... سأطلق المسدس على أحــدكما فى الحال كيفما اتفق ... « ترفع المسدس فى يدها » فليكن عليك أنت أيها الزوجة !...

الزوجة : « صائحة برعب » لا ... لا ياسهام ... لا تطلق على أنا ... يجب أن أعيش ... يجب أن أعيش لأنى ــ لأنى ــ لأنى حامل ...

الفتاة : حامل ؟... لماذا لم تقولى ذلك من قبل ... حمداً لله الذى نجاك فى الوقت المناسب ... حقاً يجب أن تعيشى أنت لطفلك ... أى جرم كنتُ ارتكبته لو أنى قتلتك وفى بطنك جنين !... ستعيشين .. وليتقدم زوجك !...

الزوج : « مرتجفا من الهلع » ... يا آنسة ... لاتقتلينى أنا ... لاتقتلينى !...

الفتاة : « وهى تصوب المسدس نحوه » لا مفر من قتلك أنت ... لم يبق غيرك .. وقد رجّحت كفة .. وليس من المعقول ولا من المقبول أن تبقى أنت حياً وتموت زوجتك وهى حامل ! ...

الزوج : إنها ليست حاملا ... إنها تكذب ... أقسم لك أنها تكذب ...

الفتاة : تكذب ؟... أأنت واثق من ذلك ؟...

الزوج : أحلف بأغلظ الأيمان ... لقد أكَّد لها كل الأطباء أنها لا يمكن أن تأتى بأطفال ...

الزوجة : « لزوجها » يالك من وغد !...

الفتاة : « للزوجة » تكذبين هكذا لتنقذى حياتك ؟!...

الزوجة : « تشير إلى زوجها » بل هو الذى يحتال لينقذ حياته !...

الفتاة : يخيل إلى أنى سمعت من أبى أنك عاقر ... مهما يكن من أمر فقد

أوقعتماني في الحيرة من جديد... ها أنذى لم أخط بعد خطوة. ومامن واحد منكما يريد أن يموت ... أو يقبل أن يتقدم بدلا من الآخر ... ماذا أصنع الآن ؟ .. لابد من العمل السريع ... هل أطلق الرصاص في اتجاهكما ولتصب النار منكما من تصيب ؟...

« ترفع المسدس وتصوبه نحوهما فيدرآن بأيديهما صائحين »

الزوجة : لا ... لا ... لا تطلقي ...

الزوج : لا تطلقي ... لا تطلقي ...

الفتاة : لابد أن أطلق هكذا عليكما معاً ... إذن ... اتفقا فيما بينكما على وضع ... من منكما يتطوع بتلقي الرصاصة عوضاً عن صاحبه ؟...

« الزوجان يصمتان . . . . »

الفتاة : « بعد لحظة » أيخيف الموت إلى هذا الحد ؟... أحلوة الحياة إلى هذا الحد !... تكلما ... لاتريدان الاتفاق اسمعا إذن ... مارأيكما في أن أجري القرعة بينكما ؟.. وليحكم الحظ وحده فيكما بما يرى ... أخرج من جيبك قطعة عملة صغيرة أيها الزوج ... وليختر أحدكما وجهاً من وجهيها ... ولتلق العملة على هذه المنضدة فمن كانت له الصورة أنقذ ، ومن كان له الرقم قتل ...

« الزوج يخرج من جيبه عملة صغيرة . . . . »

الزوج : أنا اخترت الصورة ... « يهم بإلقاء العملة على المنضدة .. »

الزوجة : « تمسك » لا .. لاتلق أنت ... إني الآن لا أثق بك ...

« يظهر عندئذ مندوب التأمين مطلا برأسه ، آتياً من جهة باب الشقة ... وينقر بأصابعه على باب القاعة منبهاً »

المندوب : لامؤاخذة !... نسيت هنا قلبى «الأبنوس»... وهو تذكار ثمين !...

الزوجة : «ترى المندوب فتصيح به» الدكتور ... انقذنا يادكتور ! ...

المندوب : المريضة... فوق ... بخير !... اطمئنى ! ...

الزوجة : «تنهزه مشيرة إلى الفتاة هامسة» هاهى ...

الفتاة : «ملوحة بالمسدس» حضرته دكتور؟... يادكتور اجلس بكل هدوء إلى جانب البك والست ـ دون أن تجادل أو تناقش !...

المندوب : «بخوف» لا ... لا داعى للمناقشة !... «يجلس حيث أشارت له الفتاة بالجلوس» .

الفتاة : أنتم الآن ثلاثة ... لا اثنان ... وهذا قد يجعل المسألة بالنسبة إلى أشد تعقيداً أو أكثر بساطة .. على كل حال سأنفض يدى... وسأترك لكم أنتم اتخاذ القرار النهائى ...

المندوب : أى قرار نهائى؟!...

الفتاة : واحد منكم أنتم الثلاثة يجب الآن أن يموت ...

المندوب : «مذعوراً» ياحفيظ !... «يتلفت حوله ...»

الفتاة : «تلوح بالمسدس» أى حركة فى ذاتها قرار... وقد تريحنى وتعفينى من حيرة الاختيار ...

المندوب : «يثبت فى كرسيه» انى تمثال من حجر ! ...

الفتاة : لاتحاولوا أن تضيعوا وقتا . ها أنذى أحذركم فقد تأتى لحظة مفاجئة لاأتمكن فيها من التحكم فى الموقف . فأطلق النار على غير هدى...

الزوجة : «هامسة بلا حراك» يادكتور ... أما من علاج؟...

المندوب : «هامسا» علاج لى أنا؟.. أين هو؟... دى هرب ! ...

الزوجة : «همساً بدون أن تتحرك، أو تتركها تقتلنا هكذا يادكتور ؟!...

الزوج : «بصوت عال» إنه ليس بدكتور — انه مندوب شركة تأمين على الحياة !...

الزوجة : ليس بدكتور ؟... حضرته ؟...

المندوب : «للزوج همساً» تذكر أن ألست زوجتك لايجب أن تعلم ...

الزوج : «بصوت مرتفع» فلتعلم.. فلتعلم لم يبق هناك محل لأن نخفي عنها ... فكرة موتى لن تفزعها أو تفجعها أو تصيبها بمكروه ! ...

الزوجة : «للزوج» وفكرة موتى... هل هزت منك الآن شعرة ! ...

الفتاة : «صائحة فيهم» وأخيراً ... وأخيراً انكم تلعبون بالنار ... إنكم لا تقدرون أني قد أخرج عن طوري وارتكب عملا طائشاً . . . فيه فناؤكم جميعاً . . . قلت لكم أريد واحداً منكم فقط ... وعليكم أن تعينوه ... أنتم الآن ثلاثة ... حكموا فيكم الأغلبية ... كما يحدث فى المحاكم ... يكفى أن يتفق أثنان منكم على قرار ليصبح هو النافذ ... أسمعتم .. لن أقف منكم غير موقف المنفذ... اثنان منكم يستطيعان أن يصدرا حكم الإعدام فى الثالث ... هلموا ... تداولوا .. وانطقوا بالحكم ... سريعاً ... سريعاً ...

«الزوج والزوجة يتبادلان النظرات . . . . . »

الزوج : هذا معقول ...

الزوجة : هذا عدل ...

الزوج : «يشير إلى نفسه وإلى زوجته» نحن الأثنان متفقان ...

الزوجة : نعم ... أنا وزوجى من رأى واحد ...

الفتاة : حكمتها طبعاً على ... « تشير إلى المندوب »

الزوج : « ومعه زوجته فى صوت واحد » نعم ...

المندوب : « صائحاً » حكما على أنا ... بماذا ...

الفتاة : « وهى ترفع مسدسها » بالموت ...

المندوب : « يرفع يديه صائحاً متوسلا » ياست ... يا آنسة ... لا تطلق ... لا تطلق .. كلمة .. كلمة واحدة ... كلمة لا غير ...

الفتاة : « تتمهل » ماذا تريد أن تقول ؟...

المندوب : « وهو يتنفس » فهمونى من فضلكم ... ماهذا الحكم وماهذه المحكمة ... وماجنايتى ؟... أنا رجل مسكين ... مندوب تأمين ... جئت هنا أؤمن على الحياة ... فأجد أمامى الموت ؟!...

الفتاة : لم يبق عندى وقت لأقص عليك أنت أيضا القصة من جديد ... نعم ... أنت رجل مسكين ... ومندوب تأمين ...

المندوب : وزوج أمين ...

الفتاة : وزوج أمين ...

المندوب : ووالد أطفال صغار ...

الفتاة : ووالد أطفال صغار تعولهم وتربيهم ... ولا جريمة لك ولا ذنب ... وما من سبب يدعو إلى قتلك ... ولم تسيء إلى ... ولم أحمل لك أنا ضغنا ... كل هذا أعلمه علم اليقين ... ومع ذلك لا بد لى من أن أقتلك

المندوب : يامغيث يارب !...

الفتاة : « وهى ترفع المسدس » هل عندك كلام آخر بعد ذلك ؟...

المندوب : « يرفع يديه » انتظرى يا آنسة . انتظرى ... لحظة .. لحظة أخرى

الفتاة : تفضل ... إنى كما ترى هادئة الأعصاب إلى حد أحسد عليه ... تكلم .

المندوب : افرضى يا آنستى أنى لم أحضر الآن ... ولم يرجعنى إلى هنا قلبى الأبنوس النحس .. ماذا كنت ستصنعين ؟ ...

الفتاة : كنت سأقتل أحد هذين الزوجين ...

المندوب : اجعلى إذن أنى غير موجود .. وامضى فى إجراءاتك السابقة ...

الفتاة : هذا غير ممكن ... لأنك موجود بالفعل وصدر عليك حكم الأغلبية ...

المندوب : الأغلبية ؟! ... إن هذه الزوجة لا تدرى ما ينفعها .. لو أنها عرفت مصلحتها لحكمت معى ضد هذا الزوج ... فإنها بمجرد موته تقبض ألفين من الجنيهات ...

الزوج : أيها المندوب ... لا تلجأ إلى هذا الإغراء الوضيع ! ... إنك فى قرارة نفسك تتمنى موت الزوجة ... لأن شركتك تكسب بذلك كل مادفعت أنا من قسط .. ولا بد أن يكون لك من وراء ذلك عمولة ..

الفتاة : « صائحة » كفى ... كفى ... لقد ضقت بهذا الجدل ... أريد التنفيذ .. أريد العمل .. أريد أن أقتل ... تقدم أيها المندوب ! ...

المندوب : يا آنستى ... رحماك ... أقبل قدميك ... لا تقتلينى بهذه السرعة ... ابقى على دقيقة ... ألا تعرفين الرحمة ؟ ...

الفتاة : أعرف الرحمة ... ولطالما غمرت قلبى ...

المندوب : ألا تعرفين الله ؟ ...

الفتاة : أعرف الله ... ولطالما صمت له وصليت ...

المندوب : ألا تعرفين الحب ؟ ...

الفتاة : الحب ؟! .. ماذا تعنى ؟ ...

المندوب : الحب ... أعني الحب . الذي يجعلك تعيشين .. وتدركين للحياة معنى نابضا راقصا ... ذلك الحب الذي شعرت به عندما رأيت زوجتي أول مرة وهي فتاة ... خيل إلي يومئذ أني أحيا لأول مرة . وأن كل شيء ألمسه يحيا تحت لمساتي — وكل منظر أراه يحيا تحت نظراتي ... الحب ذلك الشعور الذي يحيي الأشياء والأشخاص —

الفتاة : ما هذا الكلام ؟ ... إني ما سمحت لنفسي قط ، وما سمحت لي أمي أن أجعل لمثل هذه العواطف مكانا في قلبي . إني لم أزل في الثامنة عشرة من عمري ... ومنذ الصغر وأمي تحذرني من هذا الشعور الآثم الذي تجرؤ أنت فتطريه هذا الإطراء ...

المندوب : آه ... لقد قتلت فيك حب الحياة ... فخلق فيك حب الموت ...

الفتاة : احتفظ بهذه الأفكار لنفسك .. لست أنت على كل حال من يقدر أن يرى ما تنطوي عليه نفسي ... هذا الذي يستطيع أن يعرف حقيقة ما يحب ومدى ما يحب ... إليك زوجين هما مثال الإخلاص والوفاء ... طالما لمحت ذلك منهما بعيني وسمعت من أمي ...

الزوجة : أوكان يدور بخاطري أن زوجي يخدعني هذا الخداع ؟! ...

الزوج : أأنا الذي خدعك أم أنت التي خدعتني ؟! ...

الفتاة : ما من واحد منكما خدع صاحبه ... إنما كان كل واحد منكما يخدع نفسه ! ... أو نفسه هي التي تخدعه ... لأنه ما من إنسان هبط إلى قاع نفسه ليرى ما فيها .. هذا البحر ذو الوجه الصافي الذي تختلط في جوفه الرمال بالأعشاب والصخور بالأسماك واللآلىء بالعقارب ... هكذا قال لي الطبيب الذي ذهبت إليه هذا الصباح ...

الزوجة : أوذهبت إلى طبيب هذا الصباح ؟...

الفتاة : نعم ... طبيب من أبرع الأطباء فى الحالات النفسية ... لم أر بدا من أن أستشيره اليوم ... دون أن أخبر أحداً ، حتى ولا أمى ... لقد استشرته فى أمر هذا الصوت الداخلى الذى يأمرنى بالقتل ...

الزوجة : وبماذا أشار عليك ؟...

الفتاة : أشار على بأن أطيع الصوت ... ولا أخالفه ولا أكبته ... وأن أقتل ...

المندوب : « صائحاً » قال لك اقتلى ؟!...

الفتاة : قال لى إذا قتلت فإنك تشعرين فى الحال بأنك استرحت ... وأعطانى هذا المسدس ...

المندوب : أعطاك المسدس وقال لك اقتلى ؟!... هكذا بكل بساطة ؟!... كما لو أعطاك برشامة « اسبرين » وقال لك اشربى ؟!...

الفتاة : لقد أكد لى أن هذا هو الدواء ... ولا يجوز لى أن أهمل تعليمات الطبيب ... ويحسن بك أن تساعدنى على الشفاء ... لأقدر لك هذه الخدمة فيما بعد ... تقدم !... « تصوب مسدسها نحوه ... »

المندوب : « فى ذهول » فيما بعد ؟!... أين ؟... ومتى ؟... وأنت تخطفين الآن روحى !... « يفيق ويصيح » لا تصوبى نحوى ... انتظرى ... انتظرى ...

الفتاة : انتظرت أكثر مما يجب ... أريد أن أستريح ... أريد أن أستريح ...

المندوب : تتعاطين الدواء !...

الفتاة : نعم ... وبسرعة ... وأرجو أن تتلطف معى وتترفق بى ... ولا تؤخرنى عن مباشرة العلاج ...

المندوب : ارحمونى ياناس ! ... سأجن قبل أن أموت ! ... تريد منى أن أترفق بها ، ولتطلق رصاصها فى صدرى ! ...

الفتاة : نعم ... ترفق بى وأرحنى ... أرحنى ... عالجنى ... امنحنى الراحة والشفاء

المندوب : « صائحا » بوقى ... بدى ...

الفتاة : وأى غرابة فى ذلك ؟! ... إن دماء البعض علاج للبعض ... وليس هذا بالشىء الجديد تحت الشمس ! ... أرجوك أن تتقدم خطوة حتى لا تصيب الرصاصة غيرك ... انى سأطلق ... « تصوب المسدس ... »

المندوب : « صائحاً بفزع » يا آنسة ... ارحمينى ... ارحمى الأيتام ! ... « يسرع إلى الزوجين فيلتصق بهما » ...

الزوج : « يدفعه عنه » ابعد عنا ... ابعد ...

المندوب : « يتشبث به » أبعد عنك الآن . وأنت سبب المصيبة ! . . . يازبون الشؤم ! ...

الزوج : « يحاول التخلص » اتركنى ... اتركنى ...

المندوب : « يستميت فى التشبث به » لن أتركك أبداً ... فلنمت معاً — لن أموت وحدى .. ما ذنبى أدخل بيتك لأؤمنى عليك ... فإذا أنت الزبون تعيش ... وإذا أنا المندوب غير المؤمن عليه أموت ؟! ...

الزوج : « لزوجته » خلصينى — خلصينى منه ! ...

الزوجة : كيف أخلصه ... وذراعاه قد ماتتا عليك ! ...

الزوج : حاولى ... ابذلى مجهوداً ! . . . لا تقفى هكذا تشاهدين ! . . . « يتماسكون جميعاً »

الفتاة : « وهى تراقبهم » آه ... المسألة قد تعقدت فيما أرى ... وقتى ضيق .«

وأنفاسي تكاد تقف... أشعر أني أختنق... لا... لا بد من العمل حالا... لأستعيد تنفسي... لن أموت من أجلكم... ولا من أجل أحد... تماسكتم وأصبحتم كتلة... ربما كان في ذلك انفراج العقدة... سأطلق رصاصة واحـــدة على كتلة أجسامكم المتلاصقة... ولتصب منكم من تصيب... كل وحظه - هأنذى أقتل واحداً من بينكم.. أي واحد... أقتل... أقتل... أقتل.

« تقول هذه الكلمة من بين أسنانها وتلمع عيناها
بريق عجيب... وتطلق عياراً ناريا، يدوى في القاعة،
على الثلاثة وهم متكتلون يتدافعون . . . . . . »

الثلاثة : « يسقطون على الأرض صائحين » قتلتنا...

الفتاة : « تتجه إليهم » من منكم الذي أصيب ؟...

الزوجة : « صائحة » أنا... أنامت...

الزوج : « صائحاً » أنا توفيت...

المندوب : « صائحاً » أنا انتقلت إلى رحمة الله !...

الفتاة : مستحيل... مستحيل أن تموتوا جميعاً... انتم الثلاثة من رصاصة واحدة !... فيكم اثنان على الأقل في صحة جيدة... انهضوا لأرى... واحد من بينكم فقط هو الذي أصيب...

« الثلاثة ينهضون على أقدامهم... وهم يجسون
أعضاءهم فاحصين . . . . »

الفتاة : « وهى تنظر إليهم » ما هذا السواد في وجوهكم وعلى ثيابكم ؟!...

المندوب : « هباب » بارود !...

الفتاة : والرصاصة ؟... أين الرصاصة ؟... من منكم استقرت فيه الرصاصة ؟...

الزوج : « وهو يفحص جسمه ويبحث فى جيوبه » أوتلقين علينا أيضاً عبء البحث عن رصاصتك ؟!...

الفتاة : هذا لا يحتاج إلى بحث ... أما من دم سال من أحدكم ؟...

الزوجة : « وهى تمسح عرقها » وهل بعد كل هذا يبقى فى أحدنا قطرة دم!...

« المندوب يتناول المسدس حيث كانت قد وضعته الفتاة على المنضدة بعد الطلقة ... ويفحصه ويصيح ... »

المندوب : المسدس لم يكن محشواً بغير البارود !...

الفتاة : « تلتفت نحوه » أأنت واثق ؟...

المندوب : « يقدم إليها المسدس » خذى وانظرى بنفسك !...

الفتاة : هذا إذن تدبير من الطبيب ... مهما يكن من أمر فإنى أشعر حقاً انى استرحت ... وكأن كابوساً انزاح عنى ...

المندوب : وعنى أنا أيضا ... اسمحى لى يا آنسة بالانصراف ... توبة إلى الله!... لن أدخل هذا البيت .. قبل أن أؤمن على حياتى لمصلحة الأولاد !...

« يحمل حقيبته الصغيرة ... ويلتقط قلمه الأبنوس الذى كان قد نسيه فوق المنضدة ... ويخرج بسرعة ... »

الفتاة : « للزوجين » آسفة ... أزعجتكما كثيراً ... اعذرانى ... وافهما حالى ... إنى على كل حال شاكرة لكما أجزل الشكر ... لقد استرحت حقاً بعد أن أطلقت النار ... واعتقدت أنى قتلت ...

« تشير بالتحية وتتحرك منصرفة بينما تتجه الزوجة مطرقة الى بابه حجرتها على الجيب دون أن تنظر الى زوجها »

الزوج : « للفتاة المنصرفة » لقد قتلت سعادتنا الزوجية !...

« ستار »

توفیق الحکیم

ناول نگاری کا ایک جائزہ

ڈاکٹر بدرالدین الحافظ

آزاد بک ڈپو
اُردو بازار، لاہور